توحید و ختمِ نبوّت کا علمبردار ★ فکرِ احرار کا ترجمان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

جولائی ۱۹۹۰ء

حجِ بیت اللہ کو یاد کرکے ——

تمنّاؤں کا مرکز اِک سفینہ
وہ ساحل کا سکوں، اُسکی متانت
وہ بن کھیتی کا خِطّہ، ارضِ بکّہ
خوشا دیوانگی در طوفِ کعبہ
گلوگیری، وہ آواز دل میں رِقّت
وہ لرزاں ہاتھ اور دامن کسی کا
وہ رُوحوں کی پیاس اور سوزِ باطن
ازل کے عہد کی تجدیدِ دائم،
غلامی اور آقائی کے منظر

سمندر کا تموّج قہرمانی
وہ صحرا میں تپش کی حکمرانی
وہ کعبہ کی جلال آگیں نشانی
زہے بوسیدنِ سنگِ جنانی
ندامت اور اشکوں کی روانی
وہ ترساں چہرے اور آنکھوں میں پانی
وہ زمزم، اُس کی وہ فیضان رسانی
بہ ہیں موجِ بقا، در بحرِ فانی
وہ باقی اور یہ مخلوق فانی

جانشین امیرِ شریعت سیّد ابو معاویہ ابوذر بُخاری مدظلہٗ

مسئلہ کشمیر
خطرناک تہ منظر

مومنات کی حکومت اور .....

ربوہ میں آٹھ قادیانیوں کا قبولِ اسلام

قسطنطنیہ کا پہلا لشکر

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ ★ شعبۂ تبلیغ ★ عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

افکار احرار

عقیدۂ ختمِ نبوّت اور تکفیرِ مرزائیت

میرے نزدیک تکفیرِ مرزائیت کی پانچ وجوہات ہیں

۱ : دعوائے نبوت

۲ : دعوائے شریعت

۳ : توہین انبیاء علیہم السلام

۴ : انکارِ متواترات و ضروریاتِ دین

۵ : سبّ انبیاء علیہم السلام

ختمِ نبوت کا عقیدہ اسلام کے اہم بنیادی مسائل میں سے ہے اور خاتم النبیین کے جو معنی قادیانی بیان کرتے ہیں آیاتِ قرآنی و احادیثِ صحیحہ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ ختمِ نبوت کا عقیدہ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے، احادیثِ متواتر المعنیٰ سے، اور قطعی اجماعِ امّت سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے، اس کا منکر قطعاً کافر ہے کوئی تاویل و تخصیص اس میں قبول نہیں کی گئی۔ اس میں تاویل و تخصیص کرنے سے وہ شخص ضروریاتِ دین میں تاویل کرنے کی وجہ سے منکرِ ضروریاتِ دین سمجھا جائے گا۔ ختمِ نبوت کے بارے میں ہمارے پاس تقریباً دو سو احادیث ہیں۔

محدث العصر حضرت مولانا
محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء

Monthly Phone : 72813
NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWWAT MULTAN

نقیبِ ختمِ نبوۃ ملتان

ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ ، جولائی ۱۹۹۰ء ۔ جلد : ۱ شمارہ : ۷

رئیس التحریر : ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

مدیر : سید محمد کفیل بخاری

سرپرست اکابر :

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ
مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ
مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
مولانا محمد عبداللہ مدظلہ
مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ
مولانا محمد عبدالحق مدظلہ

رفقاء فکر

سید عطاء المؤمن بخاری
سید عطاء المہیمن بخاری
سید عبدالکبیر بخاری
سید محمد ذوالکفل بخاری
سید محمد ارشد بخاری
سید خالد مسعود گیلانی

عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوا
عبدالفاروق عمر ○ محمود شاھد
قمر الحسنین ○ بدر منیر احرار

زرِ معاونت اندرونِ ملک

فی پرچہ : ۵/ روپے
زر سالانہ : ۵۰/ روپے

بیرونِ ملک

سعودی عرب ، عرب امارات ، امریکہ ، برطانیہ ، تھائی لینڈ
مسقط ، بحرین ، عراق ، ایران ، ہانگ کانگ ، برما ، نائیجیریا
مصر ، کویت ، بنگلہ دیش ، انڈیا ، جنوبی افریقہ ، شمالی افریقہ

۳۰۰/ روپے سالانہ پاکستانی

خط و کتابت کا پتہ : دار بنی ہاشم ۔ مہربان کالونی ۔ ملتان ۔ فون : ۷۲۸۱۳

پبلشر : سید محمد کفیل بخاری ۔ پرنٹر : تشکیل احمد اختر ۔ مطبع : تشکیل نو پرنٹرز ۔ پرانی غلہ منڈی ۔ ملتان ۔

مقام اشاعت : دار بنی ہاشم ۔ مہربان کالونی ۔ ملتان

آئینہ

مضمون	تحریر	صفحہ
دل کی بات	رئیس التحریر	۳
مسئلہ کشمیر	مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ	۸
فتنۂ قادیانیت (نظم)	سرور میواتی	۱۶
برطانیہ میں مرزا طاہر کا نیا اسلام آباد	تنویر قیصر	۱۷
مومنات کی حکومت اور سنی حکمرانوں کی بے حسی	خادم حسین	۲۰
ایک کلاشنکوف عطا ہو	سرور مجاز	۳۱
چند تہمتوں کا جواب	سید عطاء المحسن بخاری	۳۲
قسطنطنیہ کا پہلا لشکر	شاہ بلیغ الدین	۳۴
منقبت سیدنا فاروق اعظمؓ	عاصی کرنالی	۴۰
ترکی کی مجاہد ملت	مولانا ابوالحسن علی ندوی	۴۳
زبان میری ہے بات ان کی	خادم حسین	۵۹
گرمیوں میں بس کا سفر	ذوالکفل بخاری	۵۲
سندھ کا المیہ ....علماء کیلئے لمحۂ فکریہ	عبدالرحیم نیاز	۵۴
ربوہ میں آٹھ قادیانیوں کا قبولِ اسلام	حبیب اللہ رشیدی	۵۶
اعجاز الحق اور ہمایوں اختر کی دارِ بنی ہاشم میں آمد	نمائندہ خصوصی	۵۸
صحابہؓ کی جماعت کا ہر فرد عادل ہے	مولانا محمد الیاس قاسمی	۵۹
مولانا حق نواز جھنگوی کا دل عشق رسول اور حبِ صحابہؓ سے معمور تھا	حافظ بشیر احمد رحیمیہ	۶۰
زبانِ خلق	ادارہ	۶۱

دل کی بات

پاکستان اور بھارت میں جنگ نہیں ہوگی (خبر جنگ ۱۱ جون) وزیر اعظم کا دیا کھیان ۔ بھارت کے ساتھ جنگ کے امکان کو مسترد نہیں کیا جاسکتا (جنگ ۱۱ جون) غلام سرور وزیر دفاع کا بھاشن ۔ کمشیریوں کو حق خود ارادیت دنیا بھارت کے حق میں ہے (جنگ ۲۱ جون) صدر اسحٰق کی درخواست ۔ جنرل وی ایم شرما بھارتی فوج کے سربراہ کی کھلی دھمکی) جنگ ۲۴ جون) کشمیری خون میں لت پت ہیں عصمتیں لٹ رہی ہیں بچے بلک رہے ہیں بوڑھے خون آرزو کا کرب سہ رہے ہیں اور برھمنی استبداد کشمیر میں تمام ابلیسی ھتھکنڈوں کو بے دریغ آزما رہا ہے اور ہمارے حکمران بزدلی بے ہمتی بے رغبتی اور تضاد کا شکار ہیں وزیر اعظم جنگ کے نام سے کانپ کانپ جاتی ہیں اور وزیر دفاع دبے لفظوں میں جنگ کے وقوع پذیر ہونے کی رائے کا اظہار کرتے ہیں صدر محمد اسحٰق خان صاحب نے تو تمام زوایات پر پانی پھیر دیا اور یہی متضاد بیان بازی مسئلہ کشمیر میں ان کے عدم خلوص اور عدم دلچسپی کی واضح علامتیں ہیں حکمرانوں کی اسی دوں ہمتی کے سبب دھوتی پوش لالوں کا شرما کچھار میں شیر کی مانند دھاڑ تا سنائی دیتا ہے اگر وزیر اعظم مسئلہ کشمیر میں پاکستانی عوام کے جذبات کا ہی احترام کرتیں تو آج کشمیر میں جو روجفا کا بازار گرم نہ ہوتا اور کشمیریوں کی جد و جہد بین الاقوامی سطح پر امت مسلمہ کی ہمدردیوں اور تعاون کے حصول میں کامیاب ہو جاتی پاکستان ۴۸ء سے مسئلہ کشمیر پر اپنا استحقاق جتارہا ہے لیکن جب بھی کشمیر میں عملی طور پر اس کا اظہار ہوا پاکستان نے گوگو کا رویہ اپنا لیا دراصل اس کے پس منظر میں ظفراللہ خان قادیانی آنجہانی کی سازش تحریک کام کررہی ہے جس کو نئے سرے سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے مسٹر نسیم احمد سکنہ بند مرزائی سرگرم ہیں جو اقوام متحدہ میں وزیر اعظم کے نامزد نمائندے ہیں ان کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ پاکستانی تقاضوں کو بھرپور انداز میں دور تک لیجائیں تاکہ کشمیریوں کو ان کے جائز قانونی حقوق مل سکیں مگر مسٹر نسیم احمد کی مرزائیت اس راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور وزیر اعظم کی ان سے سیاسی رشتہ داری ہمارے لئے سوہان روح ۔ کیا وجہ ہے کہ جس خاتون کا والد بھارت سے ہزار سال جنگ کا نعرہ لگاتا تھا آج اسکی دختر وزارت اختر کشمیریوں کیلئے بین العالمی سطح پر رائے عامہ ہموار نہیں کر سکتی.

پریس

وزیر اعظم بے نظیر زرداری غصے اور غضب سے بھنا کر پریس پر برس پڑی ہیں کہ پریس نے آزادی کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اور ہماری نجی زندگی پر بھی بلا تحقیق الزامی خبریں چھاپنا شروع کر دی ہیں ۔ حیرانی کی بات ہے یہ بات وزیر اعظم کہہ رہی ہیں جن کے قبضہ قدرت میں پریس کی جان ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں پریس کو مزید پابندیوں میں جکڑنے کیلئے تمہید کے طور پر یہ بیان داغا گیا ہے جس حکومت کے قبضے میں پریس ٹرسٹ جیسے مقدس ادارے موجود ہوں وہ بھلا کیوں گھبرائیں اس ادارے کے ماتحت دسیوں روزنامے ہفت روزے عوام الناس کو حکومت کے سچے کارناموں کی تفصیلات بتاتے قائل کرتے اور قصیدہ خوانی کرتے نہیں تھکتے لے دے کر روزنامہ نوائے وقت اور روزنامہ جنگ دو اخبار ہیں جنہیں اپنے آزاد ہونے کی خوش فہمی ہے اگر یہ دونوں اخبار آزاد ہوتے تو کشمیر پر حکومت کی مکروہ پالیسیوں کی خوب خبر لیتے مگر ان چھ ماہ میں ان دونوں اخبارات نے ایک جرأت

مندانہ مقالہ رقم نہیں کیا بلکہ درخواستیں اور معذرتیں لکھتے لکھتے زندہ رہنے کی "سعی" کرتے رہے اور بس وزیر اعظم صاحبہ جہاں سے سیاست کی سیئات سیکھ سمجھ کے آئی ہیں وہاں کی صحافت تو اس قدر بے باک ہے کہ ملکہ الزبتھ ہر وقت ان کی زد پر رہتی ہے اور شہزادہ تیمچر لمحہ لمحہ ان سے بچ کے رہتی ہے اور ہمارے ہاں کی صحافت کا حال کیا کہیے کہ یہ بے چاری قانون و اختیار کے علاوہ جلاؤ گھیراؤ میں گھری ہوئی ہے۔ اور تقاضوں خواہشوں اور آرزوؤں کی تکمیل میں عملاً پیپلزپارٹی کے کلچرل ونگ کا برھنہ کردار اداء کررہی ہے ڈیسک نیوز کے کارندے ایک ایک خبر کی یوں چھان بین کرتے ہیں جیسے یہ نیوز کا سیکشن نہیں صحافت کا سپیشل شاف ہے سیاسی اور دینی جماعتوں کے لیڈروں اور کارکنوں کو عرصہ سے یہ گلا ہے کہ صحافی ان کی خبروں کو من وعن نہیں چھاپتے اگر پریس آزاد ہوتا تو کم از کم وہ جمہوری عمل جس کیلئے پی پی پی کی حکومت شور مچاتے نہیں تھکتی کہ ہم نے جمہوریت قائم کی ہے اس جمہوریت کی ترویج ہوتی اور عوام کی کچھ تو تربیت ہوتی ع اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

سندھ

پنجابی ۱۸۸۰ میں آباد کار کی حیثیت سے بے وطن ہو کر سندھ آیا پھر ۱۹۲۱ میں اور پھر ۱۹۴۷ میں اجڑ کر لٹ پٹ کر آیا اس نے سندھ کو آباد کیا ویرانوں کو چمنستان بنا دیا بے آب و گیاہ علاقوں کو لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کر دیا اجاڑ دھرتی کو ثمربار کیا اور لق ودق ریگستان کو پر رونق باغات کی شکل بخشی آج پھر اسی پنجابی کو خیبر کا یہودی کہ کے قتل کیا جارہا ہے انکا مال لوٹا جارہا ہے ان کے بچوں کو یرغمال بنایا جارہا ہے اور عفت و عصمت ماب بچیوں کی آبرو کو نوچا جارہا ہے اور عورت کیلئے کاچھلکا اور تاش کا پتہ بنادی گئی ہے پنجابیوں کے قافلے پھر اجڑ کر پنجاب کی سمت ایک نئی پناہ گاہ کی تلاش میں چل نکلے ہیں پنجاب کی گود بہت وسیع ہے یہ دھرتی سچ مچ ماتا ہے جو بھی یہاں آیا پنجاب نے اسے سب کچھ دیا یوپی سی پی بہار بنگال سندھ بلوچستان، سرحد اور علاقہ غیر یہ تمام پنجاب کی جھولی میں ہیں اور پنجاب انہیں سنبھالتا ہے نکالتا نہیں آخر پنجابیوں نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے جس کی انہیں اتنی اذیتوں بھری سزا مل رہی ہے؟ پیپلزپارٹی جو ملٹی کلچرل پارٹی ہونے کی دعویدار ہے جواب دے اور بے نظیر جواب دے سندھی کلچر میں پنجابی کلچر کی گنجائش کیوں باقی نہیں رہی؟ انسان دوستی کا دم بھرنے والے لیفٹسٹ لبرلز کیوں مہر بلب ہیں؟ وہ کیوں حق چھپائے ہوئے ہیں؟ وہ کیوں سچ نہیں بولتے؟ کیا وہ پنجابیوں کو انسان نہیں سمجھتے؟ سندھ میں جب خاک اڑتی تھی تب پنجابی برے نہیں تھے اور اب جبکہ سندھ سونا اگلتا ہے اور سندھ بے نظیر کے قبضہ و تصرف میں ہے سندھ بے نظیر کا کارڈ ہے اب پنجابی برا ہے اور سندھ کا یہ حال ہے

تاحد نظر شعلے ہی شعلے ہیں چمن میں
پھولوں کے نگہبان سے کچھ بھول ہوئی ہے

سندھی وڈیرے کیلئے کام کرنے والے وحشیوں درندوں اور خون آشام سیاسی کارکنوں کی آنکھوں پر اب تو تعصب کی پٹی بندھی ہے اور انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا مگر پچیس تیس برس گزر جانے کے بعد ان کی آنکھیں جب نیم واہونگی تب سندھ کا وڈیرا اور رنگا سیاست دان سندھ پر بلا شرکت غیرے قابض و متصرف ہو گا اس وقت انہیں سکھوں کی طرح ایک اور تحریک جنم دینا ہوگی

جو ان کے اپنے حقوق کی باز یابی کی تحریک ہوگی

سرائیکی صوبہ

سندھ میں بھڑکائی گئی آگ کے شعلوں کی حرارت و تمازت ملتانی زبان بولے جانے والے علاقوں سابقہ بہاولپور کی ریاست ملتان مظفر گڑھ ڈی جی خان میں بھی اثر انداز ہوئی اور یہاں بھی لسانیاتی عمل شروع ہو گیا ہے اور اجراء عمل میں ان لوگوں نے ابھی تو یہ کہنا شروع کیا ہوا ہے کہ جو لوگ ان علاقوں میں رہتے ہیں وہ سب سرائیکی ہیں اور ہم تمام باسیوں کے حقوق کی بات کرتے ہیں ہمارے سامنے سندھ کا "کامیاب" تجربہ موجود ہے ۔ سندھ میں بھی آغاز اسی طرح ہوا تھا لیکن انجام ... اف توبہ!

پنجاب حکومت اور مرکزی حکومت ابھی تک چپ سادھے ہوئے ہیں اور یہ چپ صرف اس لئے ہے کہ انہیں ووٹ لینا ہے اگر سرائیکی مہم "جوؤں" پر گرفتہ کی گئی تو ان کے ووٹ ٹوٹ جائینگے ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگ آہستہ آہستہ سرائیکی پراپیگنڈہ سے متاثر ہو رہے ہیں اور ضلع رحیم یار خان میں اس کے زہریلے اثرات بہت زیادہ ہیں اسی طرح ڈیرہ غازی خان شہر میں اس کے لئے فضا خاصی ساز گار ہو رہی ہے اس کے باوجود لوگ جو ایک تیر سے دو شکار کرنے کے عادی ہیں اور قول و عمل کے تضاد کے ماہر بھی وہ اس لسانی تعصب کو قومی حق اور قومی تحریک کا نام دے رہے ہیں اور لفظ قوم کی نئی تعبیر سے سادہ لوح لوگوں کا استحصال کر رہے ہیں واقعہ یہ ہے کہ ایم کیو ایم ہو یا ایس کیو ایم دونوں لسانی تحریکیں ہیں اور دونوں پاکستان کیلئے ضرر رساں ہیں سرائیکی قومی موومنٹ کے پس منظر میں کام کرنے والے جن عناصر کو ہم ذاتی طور پر جانتے ہیں وہ خوفناک قسم کے شیعہ ہیں جو اپنی دولت کے بل بوتے پر ہر انجمن اور ہر تحریک کی تہ میں کلبلانے والے منفی عناصر کی طرح بنیادی رول ادا کرتے ہیں اس طرح وہ اپنے منفی مذہبی مفادات کو بھی نفع پہنچاتے ہیں اور اکثریتی آبادی اہل سنت والجماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کا مذہبی فریضہ بھی ادا کرتے ہیں مگر بہ ظاہر وہ لبرل ازم کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں ۔ موجودہ سیاسی حالات میں بھی یہی عنصر پیپلز پارٹی کے کندھوں پر سوار ہو کر اسی دوغلے کردار سے عوام کا استحصال کر رہا ہے اور سرائیکی قومی موومنٹ کے ذریعہ بھی جو مفادات حاصل ہو رہے ہیں یا جن متوقع مفادات کا حصول ہو گا وہ بھی انہی اشتریوں کے قبضہ و تصرف میں ہو گا اور عوام جن کو مفادات کی بھٹی کا ایندھن بنانے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے وہ سندھ میں مرنے والوں کی طرح مر جائیں گے اور ان کا نام و نشان تک مٹ جائے گا نفرتوں اور عصبیتوں کی بنیاد پر اٹھنے والی ہر تحریک پاکستان دشمن موومنٹ ہے اس سے بے توجہی اور ان کو کھلا چھوڑ دینا پاکستان کو برباد کرنے کے مترادف ہے پنجاب حکومت ایران میں مدد کیلئے تو بھاگ کھڑی ہوئی ہے مگر اے چارہ گرو اس قومی مرض کا بھی کچھ علاج کرو ۔ پنجاب کے علقمی زادے جناب نواز شریف کو نہ جانے کب مہلت دیں کہ وہ اس آتش بداماں سرائیکی قومی موومنٹ کو خلاف قانون قرار دیکر مستقبل کو محفوظ کر سکیں

محرم میں امن و امان کا مسئلہ اور نواز شریف کا بیان

۲۷ جون کے اخبارات میں وزیر اعلی پنجاب کا ایک بیان کچھ اس طرح شائع ہوا ہے

"مذہبی منافرت پھیلانے والوں کو نیست و نابود کر دیا جائے گا خدا رسول قرآن ایک سنی شیعہ فرق سمجھ سے بالاتر ہے مجھے پہلے نہیں پتہ تھا کہ بریلوی سنی شیعہ کیا چیزیں ہوتی ہیں وزیر اعلی بننے کے بعد پتہ چلا ہے اسلام کے ناطے سے صوبہ میں کسی شخص کو اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ اپنی تحریر و تقریر میں کسی کو ظالم کافر یا مرتد کہے ایسا کہنے والا خود سب سے بڑا کافر ظالم اور مرتد متصور ہو گا۔ کافروں کی حکومت تو قائم رہ سکتی ہے مگر ظالموں کی حکومت قائم نہیں رہ سکتی "۔ نوائے وقت ملتان ۲۷ جون ۱۹۹۰
(احترام محرم اور اتحاد بین المسلمین کے سلسلہ میں علماء سے خطاب ۔)

محرم میں امن و امان کے سلسلے میں وزیر اعلی کا یہ بیان مسلمانان پاکستان کیلئے انتہائی دل آزاری اور اشتعال انگیزی کا باعث ہے اس میں واضح طور پر جانبدارانہ رویہ پایا جاتا ہے۔ نواز شریف صاحب اپنے اقتدار کے تحفظ کیلئے منکرین قرآن و صحابہ کی حمایت کررہے ہیں ۔ امن و امان کا قیام ہر مسلمان پاکستانی کا مطلوب ہے اور کوئی بھی اس کے کیلئے تعاون سے گریز نہیں کر سکتا۔ قابل توجہ بات بدامنی کے اسباب ہیں جن پر غور کئے بغیر وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے بیان میں انتہائی سطحی زبان استعمال کی ہے جناب! امن و امان کے تہہ و بالا ہونے کے اسباب توہین رسالت ،ازواج و اصحابِ رسول علیہم السلام پر تحریراً اور تقریراً سبّ و شتم اور دینی اقدار کی کھلم کھلا پامالی ہے

آپ کا بیان انتظامیہ کے سربراہ کی بجائے فتویٰ فروشوں کے "امام" کا بیان معلوم ہوتا ہے کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر نہیں کہتا۔ کافر کو کافر اس کے کفر کیوجہ سے کہا جاتا ہے قرآن و حدیث اور امت کے چودہ سو سالہ متفقہ فیصلہ کے مطابق صحابہ کرام کو سبّ و شتم اور تبرّیٰ کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اس فیصلہ کو تبدیل کرنے کی کوشش ایک بڑے طوفان کو اٹھانے کے مترادف ہوگی اور پھر امن و امان کی بحالی کیلئے اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ گفتگو تو قطعاً مناسب نہیں بلکہ سخت نقصان دہ ہے

وزیر اعلی پنجاب پر منکرین قرآن و صحابہ اس حد تک اثر انداز ہوئے ہیں کہ اب موصوف ان کی محبت میں گرفتار نظر آتے ہیں وزیر اعلی سوچے سمجھے بغیر یہ سب کچھ فرما رہے ہیں کہ اس کا اثر مسلمانان پاکستان پر کیا ہوگا اور ایک انتظامی سربراہ کی حیثیت سے ان سے کس قسم کی ذمہ دارانہ گفتگو کی توقع کی جاتی ہے؟ کیا نواز شریف صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ دشمن صحابہؓ اور منکرین صحابہؓ شہادت حسین (رضی اللّٰہ عنہ) کی آڑ میں محرم الحرام میں جو کچھ کرگزریں اسے مسلمان چپ چاپ برداشت کر لیں اور ان کی خرافات و کفریات کو اسلام مان کر قبول بھی کر لیں ۔ یہ انداز فکر کسی پہلو سے بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک انکارِ قرآن یا تحریفِ قرآن کی تبلیغ ، حضور سرور عالم خاتم النَّبِیّیْنَ وَالْمَعْصُومین صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی بالواسطہ یا بلاواسطہ توہین ازواجِ مطہّراتِ رسول اور صحابہؓ کرام کے بارے میں ہذیان سرائی اور سب و شتم جیسے غیر اخلاقی بلکہ غیر انسانی عمل کو نہیں روکا جاتا تب تک اس کے رد عمل کو بھی نہیں روکا جا سکتا۔ ہم نواز شریف صاحب سے بصد احترام گذارش کریں گے کہ وہ اس قسم کی ادھوری اور سطحی گفتگو سے اپنے لئے مسائل نہ پیدا کریں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا جتنا بڑا جرم ہے کسی کافر کو کافر نہ کہنا بھی اتنا ہی بڑا جرم ہے "کافر بنانا" یقیناً ایک مذموم فعل ہے لیکن "کافر بتانا" تو مسلمان کے فرائض دینی میں شامل ہے ۔ اور وزیر اعلی صاحب خوب جانتے ہوں گے کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے اور کونسا طبقہ مستوجب گرفت و سزا ہے انکا آج

تک کا رویہ اس بارے میں ہرگز ایسا نہیں کہ اسے ان کے اسلام دوستی کے دعووں سے ہم آہنگ قرار دیا جا سکے۔ اگر انہیں واقعی وزارت اعلیٰ پالینے کے بعد اس بات کا "عرفان" حاصل ہو چکا ہے کہ بریلوی سنی شیعہ کیا چیز ہوتے ہیں؟ تو یقیناً انہیں معلوم ہوگا کہ دیوبند کا بریلوی اہلحدیث میں سے ایک کا قرآن خدا اور رسول دوسرے سے مختلف نہیں بلکہ ملک میں ان کی اٹھانوے فیصد اکثریت موجود ہے اور یہ اکثریت نواز شریف صاحب کے موجودہ طرز عمل کو ہرگز پسند نہیں کرتی۔ اس کے اسباب کیا ہیں؟ نواز شریف صاحب کو اس پر غور کرنا چاہئے! کیونکہ ان کا فرض جہاں امن وامان قائم رکھنا ہے وہاں امن وامان کو تہہ وبالا کرنے والے ماحول اور اسباب کو پیدا ہونے سے روکنا بھی ان ہی کی ذمہ داری ہے۔ آخری گذارش ہماری اسلامی جمہوری اتحاد کے قائد اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ سے یہی ہے کہ وہ ایران اور اس کے ایجنٹوں کو خوش کرنے کی بجائے ازواج مطہرات رسول اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق بکواس بازی کو اپنے اختیارات سے ختم کرکے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس نقطہ نظر سے بھی کہ انہیں آخر ایک روز عقبیٰ کا سفر کرنا ہے اور آخرت کی زندگی ان کی منتظر ہے۔ اس لئے کام وہی کرنا چاہئے جو دنیا و آخرت دونوں میں مفید ہو۔ ان کے مسئلہ کا یہی ایک کامیاب حل ہے اور اس سے بہتر حل یقیناً کوئی نہیں ہے۔

عظمتِ صحابہؓ کرام اور دیگر نعروں پر مشتمل سٹکرز دستیاب ہیں

تحریک مدحِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زیرِ اہتمام عظمت و دفاعِ صحابہؓ اور دینی نعروں پر مشتمل سٹکرز شائع کئے گئے ہیں۔

- یہ سٹکرز پچیس ۲۵ نعروں پر مشتمل ہیں
- پچیس ۲۵ سٹکرز کے ایک سیٹ کی قیمت مبلغ -/۱۲ روپے ہے۔
- دس سیٹ منگوانے پر رعایتی قیمت -/۱۰۰ روپے وصول کئے جائیں گے۔
- مدح صحابہ کو عام کرنے اور عظمتِ صحابہ کے مشن کو گھر گھر پہنچانے کے لئے ہر دینی کارکن ایک سیٹ ضرور خریدے۔
- ڈاک کے ذریعہ منگوانے والے پیشگی رقم منی آرڈر کریں۔

ملنے کا پتہ :- دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ۔ ملتان

مفکر اسلام حضرت مفتی محمد اسحٰق صدیقی سندیلوی کے قلم سے

مسئلہ کشمیر..... خطرناک تہہ منظر

پاکستان کیلئے مسئلہ کشمیر کی اہمیت کوئی نئی بات نہیں۔ لیکن ادھر چند ماہ سے کچھ ایسے حوادث اور واقعات پیش آئے جن کی وجہ سے یہ اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ وہاں جو واقعات پیش آئے اور پیش آرہے ہیں ان پر پاکستان کے عام مسلمانوں کا غم وغصہ بالکل بجا اور درست ہے۔ اخوت اسلامی کے جذبے کی وجہ سے ان میں اضطراب پیدا ہوا جواب تک موجود ہے۔ اس اضطراب کا اظہار بھی جلسوں بیانات اور تقریروں کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ سیاسی لیڈروں کی تقریروں میں عموماً حکومت سے ہی مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جرأت مندانہ قدم اٹھائے۔ اور کشمیر کے مسلمانوں کی مصیبت دور کرے نیز انہیں حکومت ہند کی محکومی سے نجات دلانے کی کوشش کرے۔ اس مسئلے کے حل کیلئے کیا کرنا چاہیئے؟ اس پر غور کرنے سے پہلے مقبوضہ کشمیر کی صحیح صورت حال کو سمجھ لینا ضروری ہے تاکہ جو قدم بھی ہم اٹھائیں وہ صحیح سمت میں ہو اور اسکا مقصد متعین اور واضح ہو۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ اقوام متحدہ نے کشمیر کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ اسمیں استصواب رائے کیا جائے گا اور اہل کشمیر کی اکثریت بھارت، پاکستان دونوں میں سے جس کے ساتھ کشمیر کا الحاق کرنا چاہے اس کے ساتھ اسکا الحاق کر دیا جائے گا۔ اس فیصلے کو بھارت اور پاکستان دونوں نے منظور کیا تھا مگر اس پر عملدرآمد آج تک نہ ہوا۔ اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوا، اس وقت اس قصے کو چھیڑنا عبث ہے۔ اس پر عملدرآمد نہ ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ خود کشمیر میں اس کی تحریک پیدا ہوئی۔ اور ایک جماعت نے حکومت ہند سے مطالبہ کیا کہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں استصواب کیا جائے اور اگر اہل کشمیر پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے کا فیصلہ کریں تو حکومت ہند اس سے دست بردار ہو جائے اور وہ اپنا رابطہ پاکستان کے ساتھ قائم کرلے۔ اس کے بعد ایک دوسری جماعت ابھری جس نے دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ اہل کشمیر پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اس لئے کسی استصواب کی ضرورت نہیں۔ بلکہ حکومت ہند پر لازم ہے کہ کشمیر سے دست بردار ہو جائے۔ اور کشمیر کی مقامی حکومت پاکستان کے ساتھ اس کے الحاق کا اعلان کر دے۔ ان دو جماعتوں کے علاوہ وہاں ایک تیسری جماعت بھی موجود ہے جس کا نقطہ نظر یہ ہے کہ حالات جوں کے توں رہیں۔ کشمیر کا جو ربط و تعلق اس وقت حکومت ہند سے ہے وہ قائم رہے الحاق کسی کے ساتھ نہ ہو۔ یہ لوگ بھارت ہی کے ساتھ رہنے کے خواہش مند ہیں لیکن جتنی داخلی آزادی انہیں اس وقت حاصل ہے اسمیں مزید اضافہ چاہتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور سیاسی جماعتیں بھی ہیں جو جزوی اختلافات کی بنا پر وجود میں آئی ہیں اور جن کا سائز بھی بہت چھوٹا ہے اس لئے وہ قابل ذکر نہیں۔ کشمیر کی نیشنل کانفرنس درحقیقت اسی جماعت کا تنظیمی نام ہے جو بھارت ہی کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ دہشت گردی اور احتجاجوں میں شدت آنے سے پہلے یہی جماعت وہاں برسراقتدار تھی۔ فاروق عبداللہ (سابق صدر کشمیر) اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی حکومت سے اہل کشمیر کی اکثریت مطمئن تھی۔ اگرچہ حزب مخالف بھی موجود تھا۔ جیسا کہ عام طور پر جمہوریتوں میں ہوتا ہے۔ مگر وہ مخالفت میں گولی، بم اور اغواء تک جانے کا ادنی ارادہ بھی نہیں رکھتا تھا۔ وہ آئین اور اصول جمہوریت کے حدود کے اندر ہی رہ کر ان کی مخالفت کرنا چاہتا تھا۔ اس حزب اختلاف کے اندر اور باہر شیعوں کی ایک جماعت تھی اور ہے۔ جس کا کوئی نام نہیں ہے مگر وہ حزب اختلاف اور حزب حکومت دونوں میں موجود ہے۔ ان کا مقصد وحید یہ ہے کہ کسی طرح اقتدار سے اہل سنت کو نکال دیا جائے اور اس خلاء کو شیعوں سے پر کیا جائے۔ کشمیر پر شیعوں کا اقتدار قائم کرنا اور سنیوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کی شدید خواہش شیعان کشمیر کے دلوں میں مدت دراز سے ابھر رہی ہے اور وہ شروع ہی سے اس کے لئے

کوشش کرتے رہے ہیں۔ شیخ عبداللہ مرحوم کے ایک شیعہ عزیز نے جن کا نام غالباً افضل بیگ تھا۔ شیخ صاحب مرحوم کے خلاف سازش کر کے انہیں جیل پہنچا دیا تھا مگر اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ تو تھوڑے دنوں کے بعد عزت کے ساتھ رہا ہو گئے اور ان شیعہ صاحب پر ایک مقدمہ چلا اور اسی عدالت سے جس نے شیخ صاحب مرحوم کو سزا دی تھی افضل بیگ کو سزا ہوئی۔ وہ جیل پہنچ گئے اور عوام و خواص میں ان کا وقار ختم ہو گیا وہ اپنی کھوئی ہوئی عزت کبھی واپس نہ پا سکے۔ اس قصہ پارینہ کے سنانے کا مقصد یہ ہے کہ کشمیر پر چھا جانے اور وہاں شیعہ حکومت قائم کرنے کی کوشش پرانی بات ہے کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ شیعوں کی تعداد کشمیر میں دو فیصد سے بھی کم ہے۔ کشمیر سے باہر کوہستانی علاقوں میں بہت غالی شیعوں کے کچھ قبائل ہیں مگر وہ حدود کشمیر سے خارج ہیں۔ پاکستان کی طرح شیعہ نواز سنیوں کی تعداد وہاں بھی خاصی ہے۔ حسب عادت شیعوں کی طرف سے اپنی تعداد زیادہ بتائی جا رہی ہے۔ اور اس جھوٹ کی خوب تشہیر کی جا رہی ہے۔ یہ جھوٹا پروپیگنڈا پاکستان تک پہنچا اور یہاں کے شیعہ بھی کشمیر میں شیعوں کی تعداد بڑھا چڑھا کر مشہور کر رہے ہیں۔

الیکشن میں شیعوں نے پوری کوشش کی کہ اقتدار شیعوں کے ہاتھ میں آجائے مگر ناکامی ہوئی۔ فاروق عبداللہ سربراہ ہو گئے "شیعہ اہل ملیشیا" تو تیار ہی تھی۔ اس نے دہشت گردی شروع کر دی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ الیکشن دوبارہ ہوں، سنیوں میں جو قابل و لائق افراد قیادت یا حکومت کا کام چلانے کی اہلیت رکھتے ہیں انہیں الیکشن سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔ جو باقی رہ جائیں انہیں اس قدر دہشت زدہ اور خائف کر دیا جائے کہ وہ سامنے آنے کی ہمت ہی نہ کر سکیں مجبوراً سنی بھی شیعی قیادت ہی کی طرف مائل ہوں گے۔ جو وقت کے مناسب --- اسلامی نظام، حریت، روٹی، کپڑا وغیرہ کے نعرے لگا کر عوام کے سامنے آئیں گے۔ شیعوں کے بارے میں کشمیر کے اہل سنت میں بھی ویسی ہی بے حسی ہے جیسی پاکستان میں ہے۔ اس لئے اہل ملیشیا اور اس کے معاونوں کی اس مکروہ تدبیر سے کشمیر پر شیعوں کا مسلط ہو جانا قطعاً بعید از قیاس نہیں۔ بھارت کے مسلمان اخبارات و رسائل نے اس مدت میں بار بار بھارت کی حکومت کو مشورہ دیا کہ کشمیر میں نئے الیکشن کرائے جائیں تو ہنگامہ آرائی ختم ہو جائے گی۔ یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ بھارت کے مسلمان جو پاکستانیوں سے زیادہ مقبوضہ کشمیر سے واقف ہیں اس ہنگامہ آرائی کا سبب صرف پارٹیوں کی کشمکش اور الیکشن میں کامیابی کی ایک تدبیر کو سمجھتے ہیں۔

اس تفصیل سے اس غلط فہمی کا دور کرنا بھی مقصود ہے کہ دہشت گردوں اور ان کے ہمنواؤں کی یہ تحریک حکومت ہند کے خلاف شروع کی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تحریک حکومت کشمیر کے خلاف شروع ہوئی مگر بھارت کی حکومت خواہ مخواہ بیچ میں پھاند پڑی۔ اسلئے دہشت گردوں نے اپنا عنوان کلام بدل دیا۔ نعرہ بدل جانے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ تحریک کا رخ اب بھی اسی کشمیر کی سنی حکومت کی طرف ہے۔ نعرے کی تبدیلی ایک فریب ہے۔ دہشت گردی پر ایران کی چھاپ نمایاں ہے بشرطیکہ چشم بصیرت سے کام لیا جائے اگر حکومت ہند بے جا دخل اندازی کر کے ظلم و ستم نہ کرتی تو تحریک کا رخ اس کے خلاف نہ ہوتا۔ معاملہ کم از کم وقتی طور پر ختم ہو جاتا۔

ایک ماہ یا کچھ زائد گزرا کہ دلی میں ایک بم پھٹا۔ یہ حرکت سکھوں کی تھی لیکن " پاسداران اسلام " نام کی ایک فرضی تنظیم نے اس کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اس نام کی مسلمانوں میں کوئی تنظیم نہیں ہے۔ یہ وہی کشمیر کے دہشت گرد ہیں جنھوں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ہندوؤں میں ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف اشتعال پیدا ہو نیز یہ کہ حکومت ہند کو احساس ہو کہ ہم نے ایک مسلمان (مفتی سعید --- سنی) کو ہوم منسٹر بنا کر غلطی کی ہے۔ مسلمانوں یعنی اہل سنت کو نقصان پہنچانا اس اہل ملیشیا کا ایک اہم مقصد ہے۔ جس کے لئے وہ کوئی امکانی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔

مسئلہ کشمیر کے متعلق ایک تجویز

حال ہی میں ایک اونچے درجہ کے ہندو لیڈر مسٹر مینو مسانی ، نے جو آئین ہند کے ماہر ہیں اور دستور ساز کمیٹی کے رکن رہ چکے ہیں مراٹھی اخبار "مہا نگر" (21 مارچ 1990ء) کو انٹرویو دیتے ہوئے کشمیر کے بارے میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جو ہفت روزہ "ندائے ملت" (لکھنو، یوپی، ہند) مورخہ 8 اپریل 1990ء میں شائع ہوئے ہیں ۔۔۔۔

"ہمیں اس بات کا کوئی حق نہیں کہ فوج کے ذریعہ کشمیر پر قبضہ جما کر اسے اپنے زیر اقتدار رکھا جائے ہمارا ملک سامراجی طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہے ہم نے لشکر کے بل پر ایک غیر ملک کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے"

اس تمہید کے بعد مسٹر مسانی نے مسئلہ کشمیر کو حل کرنے اور اس مسئلے میں ہندو پاک کشمکش ختم کرنے کیلئے ایک تجویز بھی پیش کی ہے۔ ندائے ملت، روای ہے ۔۔۔

مسٹر مینو مسانی نے اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے آسٹریلیا کی مثال پیش کی انہوں نے کہا کہ امریکہ اور روس نے دونوں ملکوں کے اقتدار سے آسٹریلیا کو آزاد کیا تھا وہی طریقہ کشمیر کیلئے مناسب ہے،

پھر اسی سلسلہ میں یہ انکشاف کرتے ہیں ۔۔۔

"پاکستان کے سابق صدر فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خان مرحوم نے اس تجویز کو پیش کیا تھا۔ پنڈت نہرو نے اسے قبول بھی کیا تھا۔ مگر ایک ماہ بعد نہرو کے انتقال کی وجہ سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔"

انہوں نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ ایوب خان مرحوم نے یہ تجویز شاستری جی آنجہانی کے سامنے بھی پیش کی تھی۔ اور انہوں نے بھی اس سے اتفاق کیا تھا لیکن یہ عذر کیا تھا کہ میری پارٹی اسے نہیں منظور کریگی۔

جب یہ تجویز پیش ہوئی تھی اسوقت راقم سطور ہندوستان ہی میں مقیم تھا پاکستان نہیں آیا تھا۔ مجھے اس تجویز اور اس کی ضروری تفصیلات کا علم ہے۔ اس لیے میں مسٹر مسانی کی تصدیق کرتا ہوں۔ لیکن اس خبر کی تفصیل میں اتنا اضافہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تجویز درحقیقت شیخ عبداللہ مرحوم نے پیش کی تھی ایوب خان مرحوم نے اسے منظور کیا تھا اور پنڈت نہرو آنجہانی کے سامنے اسے پیش کیا تھا اور انہوں نے بھی اسے منظور کر لیا تھا۔ عمل درآمد کے بارے میں شاستری جی آنجہانی کیلئے جو رکاوٹ تھی وہ نہرو جی کو بھی درپیش تھی مگر آنجہانی نہرو کا اثر اور وقار ایسا تھا کہ انہیں یقین تھا کہ وہ اپنی پارٹی سے بھی یہ تجویز منوالیں گے۔ ان کے مرنے سے مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا۔ مسٹر مینو مسانی نے تجویز مذکور کے اصل جوہر کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ انٹرویو میں تفصیل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس کا ایک اہم جزو یہ بھی تھا کہ بھارت اور پاکستان دونوں "آزاد کشمیر" کی آزادی کی حفاظت کریں گے اور آزاد کشمیر، ان دونوں کے علاوہ کسی اور طاقت کے ساتھ سیاسی روابط نہیں رکھ سکے گا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حکومت پاکستان مسئلہ کشمیر کے اس حل پر غور کرلے۔ حالات میں تبدیلی کی وجہ سے اس حل میں بھی کچھ ترمیم کرنا پڑے گی ورنہ آئندہ پاکستان اور بھارت دونوں کیلئے مشکلات اور مسائل پیدا ہوں گے۔ اس فارمولے کے بموجب کشمیر کو محدود آزادی حاصل ہو جائیگی جسمیں اس کی حیثیت ایک زیر حمایت ریاست (PROTECTORATE STATE) کی ہوگی غور کرنے کے بعد پاکستان و بھارت کے درمیان اس فارمولے کی روشنی میں گفتگو ہو جائے تو انشاءاللہ نتیجہ خیز ہوگی۔

کیا بھارت اس تجویز پر غور کرے گا؟

میرا خیال ہے کہ موجودہ حکومت ہند مسٹر مسانی کے مندرجہ بالا بیان سے پہلے ہی اس تجویز پر غور کر چکی ہے۔ اگر کشمیر میں یہ ہنگامے نہ شروع ہو جاتے تو شاید وہ خود ہی پاکستان کے ساتھ اس مسئلے پر گفت و شنید کرتی یا یک طرفہ طور پر ایک حد تک اس پر عمل درآمد شروع کر دیتی آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر دونوں کو داخلی آزادی کا ایک درجہ تو اس وقت بھی حاصل ہے۔ اس میں اور زیر تجویز آزادی میں صرف ایک قدم کا فاصلہ باقی رہ گیا ہے۔ کشمیر کے مسلمان اس سے زیادہ

آزادی یعنی کامل آزادی کا تصور نہیں کر سکتے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ اگر کشمیر بھارت اور پاکستان دونوں سے بالکل بے تعلق ہو جائے۔ اور خود بھارت اور پاکستان کی طرح آزاد ملک بن جائے۔ تو وہ دو دن بھی اپنی آزادی کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ سکھ اس کی سرزمین میں اپنے مرکز بنائیں گے چین کا ہاتھ بھی اس کی طرف بڑھے گا لداخ و تبت کے بودھ اور شیعہ مل کر یورش کریں گے۔ اور ان میں سے کسی سے بھی وہ کامیاب مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ زندگی کے وسائل و ضروریات میں بھی وہ خود کفیل نہیں ہے اس کیلئے بھی اسے پاکستان یا بھارت یا دونوں سے تعلق رکھنے کی ضرورت ہے کشمیر کے مسلمان قطعاً کامل آزادی نہیں چاہتے اور یہ دشمنان اسلام دہشت گرد امل ملیشیا، والے بھی نہیں چاہتے۔ مگر عوام کو فریب دینے کیلئے آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں اور اس کی مخالفت کو بہانہ بنا کر اہلسنت کی خون ریزی کر رہے ہیں۔۔۔ "قاتلھم اللہ انی یوفکون"، مسلمانان کشمیر کا مطالبہ پاکستان کے ساتھ الحاق اور اس کا فیصلہ کرنے کیلئے استصواب رائے عامہ ہے۔ دشمنان اسلام نام نہاد حریت پسند، دہشت گردوں کی خواہش یہ ہے کہ کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ نہ ہو سکے اسی لئے وہ ان سنی قائدین اور ان کی اہم شخصیتوں کو قتل کر رہے ہیں جو استصواب رائے عامہ اور پاکستان کے ساتھ الحاق کے طالب ہوں۔ اس سلسلہ کا ایک بہت افسوس ناک واقعہ کشمیر کی بہت اہم شخصیت میر واعظ مولوی فاروق رحمۃ اللہ علیہ کا قتل ہے۔ موصوف مرحوم مسلمانان کشمیر یعنی اہلسنت کے پیشوا اور مقتدی تھے۔ ان کی دینی قیادت کو کشمیر کے سب اہلسنت متفقہ طور پر تسلیم کرتے تھے۔ بھارت اور دوسرے ممالک میں بھی ان کا خاصا اثر اور وقار تھا۔ ایک ماہ ہوا کہ انھوں نے ان نام نہاد حریت پسند درندوں سے بے خوف ہو کر اور ان کی دھمکیوں کو اپنی جوتی کی نوک پر مار کر جرأت کے ساتھ جمعہ کے ایک اجتماع میں بھارت کی حکومت سے استصواب رائے عامہ کا مطالبہ کیا تھا اور اعلان کیا تھا کہ کشمیر میں استصواب رائے کیا جائے۔ تاکہ وہ حسب قرار داد اقوام متحدہ پاکستان یا بھارت کے ساتھ اپنے الحاق کا فیصلہ کرے۔ انہیں یقین تھا کہ کشمیر کا فیصلہ پاکستان کے ساتھ الحاق کا ہو گا۔ وہ خود اس کے داعی اور طالب تھے۔ یہ بات امل ملیشیا کے دہشت گردوں کو سخت ناگوار ہوئی وہ میر واعظ مرحوم کی آواز کی قوت و طاقت کو بھی خوب سمجھتے تھے اور خوب جانتے تھے کہ ان کے کہنے کے بعد کوئی سنی بھی دہشت گردوں کی بات نہیں سنے گا۔ اگر استصواب ہو گیا تو یقیناً کشمیر کا فیصلہ پاکستان کے حق میں ہو گا۔ اور ان دشمنان اسلام دہشت گردوں کو گوارا نہ تھا۔ اسی لئے انھوں نے اپنے تین آدمی بھیجے جنھوں نے میر واعظ موصوف کو ان کے مکان سے بلوایا اور کسی دفتری کام کا بہانہ کر کے انہیں ان کے دفتر لے گئے وہاں جا کر ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ چشم دید گواہوں کا بیان ہے کہ تینوں شخص اجنبی تھے (انگریزی روزنامہ ڈان، کراچی مورخہ 24 شوال 1410ھ 22 مئی 1990ء) اسی خبر کے ساتھ ڈان، کے اسی نمبر کی یہ خبر بھی ملاحظہ فرمایئے کہ میر واعظ مرحوم کی میت پر سوگواروں کا ایک ہجوم ہو گیا۔ اس بے گناہ اور پر امن مجمع پر پولیس نے گولی چلائی اور سو آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد مختلف خبریں آتی رہیں۔ آخری خبر یہ تھی کہ سینتالیس شہید ہوئے اور ایک سو مجروح ہوئے۔ حقیقت تک پہنچنے کیلئے یہ واقعہ پیش نظر رکھئے کہ جب سے بھارت نے کشمیر میں مداخلت کی ہے اس وقت سے لیکر اس المناک واقعہ تک، مقبوضہ کشمیر میں سنی پولیس نے کسی مجمع پر بھی گولی نہیں چلائی۔ گولی ہمیشہ بھارتی فوج نے چلائی ہے۔ پھر اس موقع پر پولیس درندہ کیوں بن گئی؟ یہ بھی پیش نظر رکھیئے کہ کشمیر میں پولیس خود کشمیر ہی سے بھرتی کی جاتی ہے اور مسلمانوں کی غالب اکثریت ہونے کی وجہ سے اس میں سو فیصد مسلمان ہوتے ہیں۔ ہندو خال خال بلکہ برائے نام ہی ہوتے ہیں۔ جو لوگ کشمیر کے قریبی حالات کے بارے میں خبریں پڑھتے رہتے ہیں۔ انہیں ضرور یاد ہو گا کہ ماضی قریب میں کشمیری پولیس پر (جس میں سب کشمیری مسلمان ہیں) بے اعتمادی کی وجہ سے بھارتی گورنر جگ موہن نے نئی پولیس بھرتی کرنے کا اعلان کیا تھا۔ نئی پولیس بھرتی ہوئی اور اسی سے کام لیا جانے لگا۔ پرانی پولیس کو "تھانہ نشین" کر دیا گیا۔ اس پولیس میں سنی نہیں آئے غالباً انہیں دہشت گردوں نے

دھمکیاں دے کر اس سے روک دیا۔ ملتیوں کی بجائے دہشت گردوں یعنی امل ملیشیا کے حامی و مددگار شیعہ اس میں بھرتی ہوگئے۔ گویا ایک شیعہ فورس بن گئی جو امل ملیشیا کا "ریزرو حصہ" یا "پانچواں کالم" ہے میر واعظ شہید رحمتہ اللہ علیہ کی میت کے گرد سوگواروں کے مسلمان یعنی سنی ہجوم پر گولی اسی پولیس نے چلائی تھی جس کا دوسرا نام سیکورٹی فورس بھی ہے اور ان غم زدہ سنیوں کے خون ناحق سے اپنے ہاتھ رنگے تھے یہ سب غم زدہ شہداء اور مجروحین سنی تھے۔ میر واعظ شہید کے جنازے پر کوئی شیعہ کیسے آسکتا تھا؟ شیعہ تو ان کے دشمن تھے۔ ان ظالم امل ملیشیا والوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ جب میر واعظ مولوی محمد فاروق شہید رحمہ اللہ کا جنازہ اٹھا تو اس میں تقریبا دولاکھ سوگوار جنازے کی مشایعت کر رہے تھے۔ شیعہ امل ملیشیا کا ایک مسلح گروہ بھی جیپوں پر ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ قبرستان پہنچ کر ان درندوں نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کیلئے بہت سے ہوائی فائر کئے۔ مسلح ہو کر مجمع کے ساتھ چلنے کا مقصد یہ تھا کہ مجمع سے آزادی کے نعرے لگوائے جائیں اور کسی کی زبان پر استصواب کا لفظ نہ آنے پائے۔ ان خونخوار بھیڑیوں نے سوگواروں اور غم زدوں کے اس سنی مجمع میں سے بھی دو آدمیوں کو گولی مار کر شہید کر دیا اور بہانہ یہ کیا کہ یہ پولیس کے جاسوس تھے۔ غالبا استصواب کا لفظ ان کے منہ سے نکل گیا ہوگا۔ یا پاکستان سے الحاق کی کوئی بات ان دونوں شہیدوں نے کی ہوگی جسے یہ ظالم برداشت نہ کرسکے اور انہیں شہید کر دیا۔ اسی خبر کے ساتھ انہی اخبارات (ڈان، جنگ وغیرہ) میں یہ خبر بھی تھی کہ غم زدوں کے اس مجمع پر راستہ میں دو برقعہ پوش عورتوں نے بم پھینکا۔ ظاہر ہے کہ یہ عورتیں دہشت گردوں ہی کے گروہ کی تھیں یہ خبریں اخبارات نیز ریڈیو ٹی وی سے آئیں تو بات بالکل واضح ہوگئی کہ کشمیر کی آزادی کا نعرہ لگانے والے یہ دہشت گرد درحقیقت اہلسنت کے دشمن شیعہ امل ملیشیا کے لوگ ہیں جو وہاں اہلسنت کی نسل کشی (GENOCIDE) کر رہے ہیں۔ ایران، حکومت بنی اسرائیل اور امریکہ کی یہودی لابی تینوں ان کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ان کی سپریم کمانڈ ایران کے ہاتھ میں ہے۔ اس حقیقت کے ظاہر و باہر ہونے سے پاکستان کی ان جماعتوں اور افراد کو سخت تشویش ہوئی جو ایران کی ایجنٹ ہیں۔ ان کی طرف سے ان واقعات پر پردہ ڈالنے کی مکروہ کوشش ہونے لگی۔ کچھ لوگوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ میر واعظ فاروق شہید کی میت پر جمع ہونے والوں پر بھارت کی سیکورٹی فورس نے گولی چلائی تھی مگر اس جھوٹ بولنے اور مالفانہ طرز بیان اختیار کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں یہ سیکورٹی فورس اسی نئی پولیس کا نام ہے۔ اسی نام سے جدید بھرتی ہوئی تھی اور اس سے عام طور پر لوگ واقف ہیں۔۔۔

30 مئی 1990ء کے "جنگ" میں ایرانی حکومت کے ایک رکن رکین رفسنجانی صاحب کا ایک بیان شائع ہوا جسمیں گول مول انداز میں یہ اثر ڈالنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی کہ میر واعظ صاحب مرحوم کو بھارتی حکومت نے قتل کروایا ہے۔ ان کے اس سفید جھوٹ کو کسی نے بھی باور نہیں کیا مسلمہ بات ہے کہ میر واعظ مرحوم کو شہید کرنے والے شیعہ امل ملیشیا کشمیر کے دہشت گرد تھے لیکن ان کے اس جھوٹ بولنے سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ کشمیر میں دہشت گردی کی سربراہی اور سرپرستی ایران کر رہا ہے اور ایران ہی کی تیار کئے ہوئے دہشت گرد ہیں جو وہاں اہلسنت کی نسل کشی کر رہے ہیں۔

دشمنان اہل سنت کی موقع شناسی اور ان کا منصوبہ

مندرجہ بالا تجویز کا ماضی میں خاصا چرچا ہو چکا ہے۔ برصغیر ہند و پاک کے علاوہ ایران امریکہ روس وغیرہ دوسرے اہم ممالک کو بھی اس کا علم ہے۔ اور وادیٔ کشمیر کی اہمیت سے بھی یہ لوگ واقف ہیں یہود اور شیعوں کو جب احساس ہوا کہ اس تجویز پر حکومت بھارت غور کر رہی ہے یا غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو انہوں نے دہشت گردی شروع کردی۔ مقصد یہ ہے کہ بھارت اس تجویز پر یک طرفہ عمل شروع کر دے اور اس مدت میں کشمیر پر شیعوں کا مکمل تسلط ہو جائے۔ آزادی حاصل ہو تو وہ ایک شیعہ حکومت کو حاصل ہو۔ جب کشمیر کا ایک حصہ (بھارتی حصہ) اس طرح آزاد ہو جائے گا

تو دوسرا حصہ (پاکستانی حصہ) خود بخود اس سے آملے گا۔ اگر پاکستان اس میں کچھ تامل کریگا تو امل ملیشیا اپنا کام کریگی۔ جو آزاد کشمیر میں اس وقت بھی موجود ہے۔ بلکہ پاکستان میں بھی موجود ہے۔ اور اپنا کام کر رہی ہے۔ اور اس وقت بھارت بھی ان کی مدد کرے گا۔ نیز ایران اور امریکہ کی طرف سے اس پر دباؤ پڑے گا۔ آزاد کشمیر میں سابق حکومت پاکستان کی عنایت سے شیعہ اسوقت بھی خاصی قوت رکھتے ہیں اور اہم مناصب پر قابض ہیں۔ "دیوار برلن"، ٹوٹنے کے بعد اسے شیعہ اسٹیٹ کا جزو بنا دینا بہت آسان ہوگا۔ بھارت و پاکستان سے اس کا تعلق برقرار رکھنے کا مسئلہ کچھ اہم نہیں۔ معاہدہ کرتے وقت اسے مستور کر لیا جائے گا۔ عہد شکنی شیعہ مذہب میں کوئی مذموم چیز نہیں۔ جب چاہیں گے اس دفعہ کو عملاً قلم زد کر دیں گے۔ وفائے عہد پر مجبور کر دینے کی طاقت نہ بھارت میں ہوگی نہ پاکستان میں۔ ہند اور چین کا اختلاف پرانا ہو کر مستحکم ہو چکا ہے۔ ایران اور چین میں دوستی بڑھ رہی ہے تاریخ میں پہلی بار چین کے ایک ذمہ دار اور اعلیٰ عہدے دار نے چند روز ہوئے ایران کا دورہ کیا تھا۔ اور وہاں کے ارباب حکومت سے دوستانہ فضا میں بات چیت کی تھی اس کے بعد سے اس کے تیور بھی کچھ بدلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جب کشمیر کا زیر گفتگو ہنگامہ شروع ہوا تھا تو دوسرے ممالک کی طرح چین نے بھی کہا تھا کہ بھارت اور پاکستان گفت و شنید کر کے مسئلہ طے کر لیں لیکن 26 مئی 1990ء کے روزنامہ ڈان، (کراچی) کی اطلاع یہ ہے کہ چین نے بھارت کو مشورہ دیا ہے کہ وہ دہشت گردوں سے گفتگو کر کے مسئلہ کو حل کر لے۔ پاکستان کا اس میں کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔ بھارت یا پاکستان اگر مزعومہ شیعی کشمیر پر وفائے عہد کیلئے زیادہ زور دیں گے تو ایران کے ساتھ چین بھی اس کی پشت پناہی کرے گا اور دونوں میں سے کوئی بھی چین سے بگاڑنے کی جرات نہیں کر سکتا۔

گلگت کی اہمیت اور حساسیت پوشیدہ نہیں ہے وہاں شیعوں کی خاصی بڑی تعداد جمع ہو چکی ہے چند ماہ ہوئے انھوں نے سخت ہنگامہ کیا تھا اور اہل سنت کو سخت نقصانات پہنچائے تھے۔ آزادی بلتستان کی تحریک تو مردہ ہو چکی ہے مگر اس کا تصور شیعان بلتستان میں اب بھی موجود ہے جو اپنے موافق حالت میں تحریک کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ ایران کی طرف سے اکسایا جائے۔ خدانخواستہ اگر کشمیر میں شیعہ حکومت قائم ہو جائے تو وہ گلگت کی طرف بڑھے گی اور گلگت کے شیعہ اس کی طرف بڑھیں گے آگے چترال ہے جہاں آغا خانی شیعہ پہلے ہی اپنے قدم جما چکے ہیں۔ ایران افغانستان میں اپنے پیر پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسطرح ایران تا ہندوستان ایک قوس کی شکل میں شیعہ اسٹیٹ بنانے کا شیعی اور یہودی منصوبہ ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ منصوبہ پورا ہو گیا تو مسلمانوں یعنی اہلسنت کیلئے یہ جس قدر تباہ کن اور مہلک ہوگا اور دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے انہیں جس قدر نقصان پہنچائے گا اس کا اندازہ مشکل ہے۔ اس کی ہولناکی اور ہلاکت خیزی کے تصور سے بھی اس شخص کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جس کے دل میں ایمان ہے اور جسے دین حق یعنی اسلام عزیز ہے۔ کشمیر میں اہلسنت کی نسل کشی (GENOCIDE) کی جو مہم شیعی دہشت گردوں (امل ملیشیا) نے شروع کی ہے اس میں کئی گنی شدت پیدا ہو جائیگی۔ اس کے ساتھ شاہ اسماعیل صفوی ایرانی کے زمانہ کی طرح سنیوں کو جبراً شیعہ بنانے کا کام بھی وسیع پیمانے پر ہوگا۔۔۔ لاقدر باالله اللھم نعوذ بک من الفتن ماظھر منھا وما بطن اللہ تعالی سب مسلمانوں کو دشمنان اسلام کے شر سے محفوظ رکھے (آمین)

صحیح راستہ

"شیعہ امل ملیشیا" سے دہشت گردی کروا کے ایران نے پاکستان کے مقدمے کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اگر حکومت ہند دہشت گردوں سے گفتگو کر کے کوئی سمجھوتہ کر لیتی ہے۔ تو بحالات موجودہ (جب کہ دہشت گردوں کی کسی رائے سے اختلاف کی مجال کسی کشمیری میں نہیں ہے) اسے حکومت ہند اور پورے مقبوضہ کشمیر کے درمیان معاہدہ سمجھا جائے گا۔ اس کے بعد پاکستان گفت و شنید کا مطالبہ کس بنیاد پر کریگا؟ صحیح طریقہ یہ ہے کہ پاکستان حکومت ہند پر زور دے کہ وہ مقبوضہ کشمیر

میں تشدد بند کرے اور امن و امان قائم کر کے استصواب رائے کرائے۔ یا اسی فارمولے پر گفتگو کر لے جس کا تذکرہ میونوسانی نے کیا ہے۔ اگر بھارت دہشت گردوں سے یا مقبوضہ کشمیر کی دوسری جماعتوں یا کسی ایک جماعت سے گفتگو کر کے کوئی معاہدہ کرے گا تو حکومت پاکستان اسے تسلیم نہیں کرے گی۔ پاکستان یہ گوارا کرنے کیلئے تیار نہیں ہے کہ کشمیر چند دہشت گردوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اگست 1947ء کے منشور آزادی کی رو سے اس قسم کی کارروائی کا بھارت اور اہل کشمیر دونوں میں سے کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ شیخ عبداللہ مرحوم کے فارمولے پر جس کا مسٹر مسانی نے حوالہ دیا ہے گفتگو کی جائے تو تفصیلات طے کرنے میں بہت ہوشیاری اور بیدار مغزی سے کام لینا چاہیے۔ معاہدے اور دستور میں اس امر کا پورا پورا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے کہ کشمیر کی غالب اکثریت یعنی اہل سنت کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ بھارت کو گفت و شنید پر آمادہ کرنے کیلئے وہی طریقہ مناسب ہے جو حکومت پاکستان نے اختیار کیا ہے۔ یعنی دوسرے ممالک اور حکومتوں کا دباؤ ڈلوانا۔ اس میں مزید سرگرمی کی ضرورت ہے۔ خصوصیت کے ساتھ روس، چین اور امریکہ کی تائید اس سلسلہ میں زیادہ مفید ہوگی۔ ان ممالک نیز امریکہ و یورپ کی تائید حاصل کرنے کیلئے یہ شرط ہے کہ ان ممالک میں پاکستان کے سفرا مسئلہ کشمیر کو ان کے سربراہوں اور ذمہ دار ارباب حکومت کے سامنے مناسب اور مدلل طریقے سے پیش کریں اور انہیں پاکستان کی تائید پر آمادہ کریں۔

جنگ تباہ کن اور بے سود ہوگی

پاکستان اور بھارت کی خیر اسی میں ہے کہ دونوں کے تعلقات خوشگوار رہیں۔ اگر خوشگوار نہ ہوں تو کم از کم معتدل ہوں۔ دونوں ملکوں کی جنگ دونوں کیلئے تباہ کن ہوگی۔ البتہ اس سے ایران، روس اور امریکہ فائدہ اٹھائیں گے نیز حکومت بنی اسرائیل کی مراد پوری ہوگی۔ امریکی یہودی پاکستان کا خون زیادہ مقدار میں چوسے گا۔ ایران دوستی اور امداد کے روپ میں پاکستان میں اپنے پنجے گاڑنے کی کوشش کرے گا۔ اور کشمیر تا ایران، شیعی قوس کا جو خواب اس نے دیکھا ہے خدانخواستہ اس کی تعبیر نکل آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ان بلاؤں اور مصیبتوں سے مسلمانوں یعنی اہل سنت کو محفوظ رکھے۔

بھارت اس سے زیادہ تباہ ہوگا۔ اس کی وحدت ختم ہوجائے گی اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا۔ یہود اس کا بھی خون چوسیں گے۔ نوبت فاقوں تک پہنچ جائیگی جو کچھ ترقی اس نے اب تک کی ہے وہ خواب بن جائیگی۔ مقصد جنگ دونوں میں سے کسی کو بھی حاصل نہ ہوگا۔ کشمیر سے بھارت و پاکستان دونوں محروم ہوجائیں گے۔ عوام پاکستان کی غالب اکثریت بھارت سے جنگ نہیں چاہتی بلکہ دونوں ملکوں کے عوام پاک بھارت تعلقات خوشگوار دیکھنا چاہتے ہیں صرف مسلمان ہی نہیں بھارتی ہندوؤں کی اکثریت بھی پاکستان کے ساتھ اچھے تعلقات و روابط کے حق میں ہے۔ آر۔ایس۔ایس اور اس ذہن کے ہندوؤں کا ایک گروہ جو امریکی اور اسرائیلی یہود کے زیر اثر ہے اور سخت متعصب ہے پاکستان کے ساتھ جنگ وجدل کی خواہش رکھتا ہے۔ لیکن بھارت میں اس کی ساکھ روز بروز گرتی جارہی ہے۔ ہندو مسلم فسادات کرا کے وہ اپنی ساکھ کو سہارا دینے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ پاکستان میں شیعہ اپنے خاص مقاصد کی وجہ سے اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ دونوں ملکوں کے تعلقات خراب رہیں اور ان دونوں کے درمیان جنگ ہوجائے۔ ایران، حکومت بنی اسرائیل اور امریکی یہود کی دیرینہ خواہش ہے کہ پاکستان اور ہندوستان میں جنگ وجدل ہو۔ اسلئے وہ ایسے طریقے اختیار کرتے رہتے ہیں جن سے دونوں ملکوں میں ایک دوسرے کے خلاف اشتعال پیدا ہو۔ اور نوبت جنگ تک پہنچ جائے۔ تاکہ ایران کے پاؤں پاکستان تک پھیل سکیں۔ جماعت اسلامی بھی ایران اور شیعان پاکستان کے ناپسندیدہ اور خطرناک مقاصد پورے کرنے کیلئے جہاد کے نعرے لگاتی رہتی ہے۔ بعض دوسرے شیعہ نواز اور ایران دوست سنی لیڈر بھی اسی طرح کے نعرے لگا کر ایران اور شیعوں کو خوش کرنا اور اپنی لیڈری چمکانا چاہتے ہیں ان نعروں اور جلوسوں سے کشمیر یا پاکستان کو تو فائدہ نہیں پہنچا ہاں بھارت کے مسلمانوں

کی جانیں خطرے میں پڑ گئیں۔ کئی خونریز مسلم کش فسادات ماضی قریب میں ہو چکے ہیں اور خون مسلم کی ارزانی کا خطرہ پورے بھارت میں پیدا ہو گیا ہے۔ یہ بات ناقابل فہم ہے کہ جماعت اسلامی اور ان کے ہمنوا بعض سنی قائدین کو کشمیر کے مسلمانوں پر تو ترس آیا مگر ایران کے سنیوں پر جو لرزہ خیز مظالم ایران نے ڈھائے اور اب بھی اس کے مظالم کا سلسلہ جاری ہے ان سنیوں پر ان لوگوں کو ذرا سا بھی ترس نہ آیا۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ یہی نہیں بلکہ خود کشمیر میں حکومت ہند کے مظالم پر تو بجا طور پر غم ہوا اور غصہ آیا مگر انہی مسلمانوں پر دہشت گرد جو ظلم و ستم کر رہے ہیں اس پر کیوں غم نہیں ہوتا اور غصہ کیوں نہیں آتا؟ ان کی مذمت کی بجائے یہ لوگ ان ظالم دہشت گردوں کو "حزب الاسلام" اور "حریت پسندوں" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

6 جون 1990ء کا روزنامہ "جنگ" کراچی، راوی ہے کہ پاکستان میں ایرانی سفارت کار مقیم کراچی علی سقائیاں نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ --- "لبنان، آزر بائیجان، کشمیر وغیرہ میں جہاں بھی حریت پسند کام کر رہے ہیں وہ امام خمینی کی پیروی کرتے ہیں" --- یہ صاف صاف اس امر کا اقرار بلکہ دعویٰ ہے کہ کشمیر میں دہشت گردی کرنے والے ایران کے ساختہ، پرداختہ لوگ ہیں۔ جو ایرانی امل ملیشیا کا جزو ہیں۔ پھر یہ کیوں نہ سمجھا جائے کہ پاکستان میں جو تخریب کاری ہو رہی ہے اس میں بھی ایران ملوث ہے؟ اور اس کی امل ملیشیا ہی یہ سب کر رہی ہے؟ ایران نے چند سال پہلے بیت اللہ شریف اور مسجد حرام پر حملہ کیا۔ حرم شریف میں قتل و غارت گری کی۔ گزشتہ سال 1989ء میں بزمانہ حج، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بم پھینکا جس سے کئی ایک حاجی شہید اور متعدد زخمی ہوئے۔ جو لوگ حرم کعبہ اور خود کعبہ شریف کی حرمت کا پاس نہیں کرتے وہ پاکستان کا پاس و لحاظ کیا کریں گے؟ --- ایران سے ملنے والی پاکستانی سرحد کی پوری حفاظت و نگرانی کا استحکام کیا جائے تو انشاءاللہ اس تخریب کاری اور دہشت گردی پر قابو حاصل ہو جائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۳۹ سے)

مولانا رشید احمد گنگوہی نے لکھا (فتاویٰ رشیدیہ کامل صہ ۳۹) یہ ایک تاریخی مسئلہ ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اس موضوع پر گفتگو ایک خاص مکتبِ فکر کے لوگوں کے دباؤ میں آجاتی ہے۔ مستشرقین سے ڈگریاں لینے کے خواہشمند سبائی گھرانوں کے بعض افراد جب مغربی یونیورسٹیوں میں جاتے ہیں تو ان سے اسرائیلی روایات پر مقالے لکھوا کر موضوع تفسیری روایات کی تائید میں لکھنے کے صلے میں ڈگریاں بانٹ دی جاتی ہیں۔ بعض ایفائے عہد نہ کرنے والے نام نہاد صالح مدیرانِ جرائد اِن کے آلۂ کار بنتے اور ہر مرتبہ تاریخ کی اس حقیقت کو ثابت کرتے ہیں کہ ؎

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی،

اگر حضرت حسینؓ نے اسلام کی تعلیمات کی پیروی میں حق کو حق کہنے کی تعلیم دی تھی تو اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

سرور میواتی

فتنۂ قادیانیت

قادیاں سے اک بڑا فتنہ اٹھا
جس نے اک عالم پریشاں کر دیا

سرپرستی اس کی انگریزوں نے کی
اپنا اُلّو اس طرح سیدھا کیا

میرزا کو دے کے جاگیریں کئی
کہہ دیا بچّو! ذرا کرتب دکھا،

پھر جمہورے نے دکھا کر اپنا کھیل
مات ابلیس لعیں کو کر دیا۔

گاہ اپنے کو بنا دیتا نبی
گاہ اپنے کو بنا دیتا خدا

گاہ بن جاتا خدا کا نورِ چشم،
گاہ بن جاتا خدا کی اہلیہ

قبرِ عیسیٰ دی بنا کشمیر میں،
ان کے بدلے خود مسیحا بن گیا

کر دیا منسوخ امت سے جہاد
قادیاں میں حج قائم کر دیا

موت کی ساعت جب آ پہنچی قریب
اپنے پاخانے میں گر کر مر گیا

ابن مریم آسماں پر ہیں حیات
ان کو خالق نے لیا اوپر اٹھا

ان کا ہوگا حشر سے پہلے نزول
وہ کریں گے خاتمہ دجّال کا

حق کی جانب سے نبی بھیجے گئے
سب سے آخر ہیں محمد مصطفےٰ

اب جو بنتے اور بناتے ہیں نبی
کاذب و دجّال ہیں سب بے حیا

جن کے سر ہوں اور نہ پاؤں احمقو
کیا نتیجہ ایسی تاویلات کا

جو پھنسا چھوڑیں تمہیں خود جال میں
ایسی تحریفات سے کیا فائدہ

آ پھنسے تم قہر کے گرداب میں
ہو گیا عاجز تمہارا ناخدا

اب بجز غفلت کوئی چارہ نہیں
اپنے کرتوتوں کی اب بھگتو سزا

رہ گیا سارا بکھر کر تارِ پود
سر چھپانے کو نہیں ملتی جگہ،

داستانِ غم اسی پر بس نہیں
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

برمحل آیا ہے کیا اک شعر یاد
حضرتِ علامۂ اقبالؒ کا

"ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دھوکا دیتے ہیں یہ بازی گر کھلا"

خصوصی رپورٹ — تنویر قیصر شاہد

- ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا: "میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد کا غلام ہوں، پھر مسلمان اور پھر پاکستانی !"
- "میں روٹی چھوڑ سکتا ہوں، عورت اور شراب نہیں چھوڑ سکتا۔"
- اسرائیل کی نامور یہودی دانشوروں کو خاص طور پر "اسلام آباد" میں آباد کیا گیا۔

برطانیہ میں مرزا طاہر احمد کا نیا "اسلام آباد"

۱۹ دسمبر ۱۹۷۹ء "گارجین" (برطانوی روزنامہ) لکھتا ہے "اس سال کے وسط میں جب بین الاقوامی شہرت یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبد السلام کو طبعیات میں جوہر کو توڑنے کے نئے اور سستے طریقے دریافت کرنے پر شاک ہوم میں نوبل انعام کی نصف رقم سے نوازا گیا تو ان (عبدالسلام) کے روحانی پیشوا مرزا طاہر احمد کے کہنے پر عبد السلام نے سویڈش اخبار نویس البرٹ لملٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا "میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں، پھر مسلمان ہوں اور پھر پاکستانی" اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی سیاہ اچکن، سفید پگڑی اور پاؤں کے قم وار کڑھائی دار جوتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "میرا یہ لباس اولاً مرزا صاحب (غلام احمد) کی مطابعت میں ہے، ثانیاً پاکستانی ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے"

یہی مرزا طاہر احمد، جسے اقلیت قادنیوں کا چوتھا خلیفہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور جس نے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کو مسلمان پر قادیانی کو ترجیح دینے کا مشورہ دیا، آج کل لندن سے ۶۴ کلو میٹر دور جنوب میں واقع ایک خوبصورت، پرشکوہ اور جدید خطوط پر استوار بستی میں قیام پذیر ہے اور یہی اس کی سازشوں کا مرکز خیال کی جاتی ہے۔ ایکس ایکڑ پر واقع یہ جدید بستی جسے مرزا طاہر احمد نے "اسلام آباد" کا نام دے رکھا ہے، کو دنیا بھر میں بسنے والے قادیانیوں کے نزدیک ربوہ کے بعد دوسرا روحانی مرکز قرار دیتے ہیں۔ ٹل فورڈ کا یہ علاقہ جو کسی زمانے میں لکڑی کی بنی ہوئی بیرکوں پر مشتمل تھا اور جن میں نیوی کے نو آموز کیڈٹ رہائش رکھتے تھے، قادیانیوں کے سربراہ نے ۱۹۸۱ء میں چالیس کروڑ روپے میں خرید کر قادیانیوں کے لئے مختص کردیا۔ مرزا طاہر احمد جس کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں اس کے پیروکاروں کی تعداد دس ملین سے بھی تجاوز کر رہی ہے، نے ٹل فورڈ کے ویران علاقے کو چند ماہ میں گل و گلزار میں تبدیل کردیا۔ اس نے کھاتے پیتے قادیانیوں کو ترغیب دی کہ وہ اس علاقے میں مختصر قطعہ اراضی خرید کر رہائش اختیار کریں تاکہ یہاں زیادہ سے زیادہ قادیانی آباد ہو کر، کم از کم برطانیہ میں ایک بااثر طاقت کا موجب بن سکیں، جن کی آواز کو برطانوی باشندے اپنی آواز سمجھیں۔ اس منصوبے پر جلد ہی عمل ہونے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ٹل فورڈ کا یہ علاقہ قادیانیوں سے بھرنے لگا جہاں اب اڑتیس سو قادیانی گھرانے آباد ہیں۔ ٹل فورڈ میں قادیانیوں، احمدیوں کا یہ مرکز "اسلام آباد" اسرائیلی یہودی دانشوروں کی جائے پناہ بھی بن گیا۔ کہا جاتا ہے آج کل مرزائیوں کے اس "اسلام آباد" میں ۸۵ کے لگ بھگ یہودی دانشور بھی آباد ہیں، جنہیں مرزا طاہر احمد کی خاص سفارش پر آباد کیا گیا کہ ان کا مرزا صاحب سے گہرا یارانہ بتایا جاتا ہے۔ قادیانی جنہیں بھٹو کے دور میں ختم نبوت تحریک کے دباؤ پر اقلیت یعنی غیر مسلم قرار دیا گیا، کھل کر اور ہر طرح کے خوف سے آزاد ہو کر "اسلام آباد" میں اسلام کے خلاف یہودی دانشوروں کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے ملت اسلامیہ میں مکروہ اور مذموم سازشوں کا جال بچھانے اور انارکی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔ مرزا طاہر احمد جو ضیاء الحق مرحوم کے دور میں، ۱۹۸۴ء میں، ملک دشمن سرگرمیوں سے پردہ اٹھنے پر اور اس خوف سے کہ

مسلمانانِ عالم بالخصوص پاکستانی مسلمان اسے ان سرگرمیوں پر معاف نہیں کریں گے ' یہ شخص نہایت خفیہ طریقے سے لندن فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا - کہا جاتا ہے کہ لندن پہنچنے کے تیسرے دن مرزا طاہر اسرائیل گیا جہاں اس نے بائیس دن قیام کیا - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہی دنوں میڈرڈ (سپین) میں چھ مسلمانوں کا بہیمانہ قتل بھی طاہر احمد کے ایماء پر ہوا کہ

انہوں نے میڈرڈ کے معروف اخبار "مینش پیپل" میں احمدیوں اور قادیانیوں کی اس سازش سے پردہ اٹھایا جس میں قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو مالی اور سماجی مسائل میں الجھا کر ایمان کی دولت سے محروم کرنے کے کئی پروگراموں پر عمل پیرا تھے - ("جورڈن ٹائمز" مئی ۸۷ء)

ایشیا ویک جون ۱۹۹۰ء کے مطابق مرزا طاہر احمد جس نے ۶۱ برس قبل مشرقی پنجاب کے ایک متوسط زمیندار گھرانے میں جنم لیا تھا آج قادیانیوں ہی میں نہیں ' دنیا کے ان اکتالیس امراء میں شمار ہوتا ہے جن کی دولت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا - مرزا طاہر احمد نے جس گھر میں آنکھ کھولی ' وہاں اس کے علاوہ اس کے اکیس ۲۱ بہن بھائی بھی اس قلیل روٹی کو کھانے والے تھے جو سب کا پیٹ بھرنے سے قاصر تھی - اس کے باپ کی نو عدد بیویاں تھیں جنھوں نے اپنے شوہر کو تیرہ بیٹے اور نو بیٹیاں دیں - مرزا طاہر احمد جو تعلیمی میدان میں درمیانے درجے کا طالب علم تھا ' نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد لندن کے اورنیٹل سکول آف افریقن سٹڈیز میں داخلہ لیا جہاں وہ کئی برس زیر تعلیم رہا لیکن مسلسل ناکام ہوتا رہا - بالآخر تنگ آکر انتظامیہ نے اسے اپنے ادارے سے نکال دیا - اس کے ہم جماعتوں کا کہنا ہے کہ اس کی تعلیم پر کم اور عورت اور شراب پر زیادہ توجہ رہتی تھی - لندن میں سوہو کا علاقہ جہاں شراب اور عصمت فروش عورتوں کی بھرمار ہے ' طاہر صاحب کا پسندیدہ مرکز تھا - کئی برس بعد اس کے ایک کلاس فیلو نے جو آج کل "وال سٹریٹ" اخبار سے وابستہ ہے ' نے اس سے انٹرویو کے دوران جب یہ پوچھا کہ تم زمانہ طالبعلمی میں اتنی کثرت سے شراب کا استعمال کیوں کرتے تھے تو مرزا طاہر احمد نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا کہ اس لئے کہ یہ ہمارے جد اعلیٰ (مرزا غلام احمد قادیانی) کی سنت ہے اور میں اس سنت سے انحراف کیسے کر سکتا تھا -

"اکسٹھ سالہ مرزا طاہر احمد جس کی ڈاڑھی اور سر کے بال سیاہ خضاب کے استعمال سے جامنی رنگ کے ہو رہے ہیں ' دنیا کی ہر نعمت اس کے قدموں میں سجدہ ریز ہے ' سوائے دین حنیف پر ایمان لانے کے! کسی زمانے میں وہ سکوائش کا اچھا کھلاڑی تھا اور پولو وہ پرنس آف ایڈنبرا کے ساتھ کھیلا کرتا تھا - ان دنوں اس کی صحت قابل رشک تھی مگر عورت اور شراب کی کثرت نے اس کا چہرہ ہی نہیں ' جسم بھی بگاڑ کر رکھ دیا - مرزا طاہر احمد جس کا کہنا ہے کہ مجھے نماز کے مقابلے میں باورچی خانے میں بیوی کے لئے کھانا پکانے میں زیادہ سرور ملتا ہے ' آج کل راتوں کو لندن کے مضافات ومبلڈن کے ایک پر شکوہ محل میں ٹہلتا نظر آتا ہے اس نے کئی شادیاں کر رکھی ہیں جن کی اولادوں کی اولادیں بھی جوان ہو چکی ہیں لیکن ومبلڈن کے محل میں رہائش پذیر آصفہ اسکی محبوب اہلیہ ہے جس کی دو بیٹیاں ہیں جن کی عمریں اٹھارہ اور ستائیس سال کے درمیان ہیں ' اس کی پوری زندگی کا سرمایہ ہیں -

لندن کے جنوب سے ۴۳ کلومیٹر دور واقعہ "اسلام آباد" میں مرزا طاہر احمد سال کے سات مہینے جم کر بیٹھتا ہے - ہر اگست میں یورپ میں آباد قادیانیوں کا سالانہ میلہ یہاں منعقد ہوتا ہے - گذشتہ سال اس میلے میں بیس ہزار قادیانیوں نے شرکت کی - یہ میلہ جسے قادیانی "حج اصغر" کا نام دیتے ہیں ' فقط مرزا طاہر احمد کے چہرے کا دیدار کرنا ہے - "اسلام آباد" کی اس انگلستانی قادیانی ریاست میں دنیا کا سب سے جدید ترین پریس کام کرتا ہے جسے نیو یارک کی ففتھ ایونیو کی تاجر برادری کے یہودی چیئرمین ڈیوڈ سلم مرزا طاہر احمد کی سالگرہ پر ۱۹۸۵ء میں تحفے میں دیا تھا - جسد ملت اسلامیہ کا یہ ناسور دنیا کا ہر وہ خطہ جہاں اسلام کی برتری کے کچھ آثار نظر آتے ہوں ' وہاں اپنے ایجنٹ بھیجنا نہیں چھوڑتا - واقعہ یہ ہے کہ مالی میں ۱۹۸۳ء میں جن تین ہزار ملاوی بدھوں نے اسلام قبول کیا تھا ' ان میں نصف سے زائد کو دوبارہ بدھ بنانے میں طاہر کے ایجنٹوں نے مرکزی کردار ادا کیا - اکتوبر ۸۳ء "وال سٹریٹ" کے نمائندے اور اپنے دوست کو انٹرویو دیتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے کہا تھا "ہمیں بھٹو نے اقلیت قرار دیا تو ساتھ ہی اس نے ہمیں یہ یقین بھی دلایا کہ یہ چند روز کی بات ہے ' گرد بیٹھ جائے گی تو سارا معاملہ میں تم لوگوں کے حق ہی میں کروں گا ---

لیکن بعد ازاں پاکستان کے بعض ملاؤں جن کی رہنمائی مولانا مفتی محمود اور نیازی کر رہے تھے ' نے بھٹو کو یہ موقع ہی نہ دیا کہ وہ ہمارا ساتھ دے ' حالانکہ دل سے وہ ہمارے ساتھ تھا۔ پھر جب جولائی ۷۷ء میں بھٹو کو زبردستی اقتدار سے محروم کر کے فوجی آمر ضیاء الحق برسراقتدار آیا تو ہماری ساری امیدیں خاک میں مل گئیں - ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا اس نے ہمارے مسلمان کہلوانے کے حق کو بھی غصب کر لیا کہ اب ہم پاکستان میں مسلمان نہیں کہلا سکتے نہ لکھ سکتے ہیں - اس نے ہماری مساجد کو عبادت گاہیں قرار دے دیا - وہاں کلمہ (طیبہ) مٹا دیا گیا تو کیا ہم ان سب چیزوں کو فراموش کر دیں گے ؟ ہم بدلے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرتے ہی رہیں گے " - پاکستان میں کلیدی عہدوں پر فائز بعض قادیانیوں کو ان کے عہدوں سے ہٹائے جانے کے سوال کا جواب دیتے ہوئے مرزا احمد طاہر نے کہا " ہمارے لوگ اگر ان عہدوں پر فائز ہیں تو اپنی ذہانت ' قابلیت کی بنیاد پر فائز ہیں - (ڈاکٹر) عبد السلام کی شہرت کو بھی نیہ پاکستانی مسلمان چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں - پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ (سر ظفر اللہ) بھی ہمارا تھا لیکن بانی پاکستان نے اس پر اعتماد کیا - اگر مذہب کی بنیاد پر اکثریتی فرقے پر کوئی اقلیتی ذہین آدمی فائز نہیں ہو سکتا تو پھر مانچسٹر کے مسلمان میئر کو بھی ہٹا دینا چاہئے کہ اصول کے تحت تو وہ بھی اکثریتی فرقے عیسائیوں پر حکومت نہیں کر سکتا۔"

مرزا طاہر احمد اس سلسلے کی چوتھی کڑی ہے جسے تخلیق کرنے میں متحدہ ہندوستان پر قابض برطانوی انگریزوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے کام لیا تھا - قادیانی اپنی تخلیق کے دن سے عالم اسلام کو کمزور کرنے ' اسے زک پہنچانے میں پیش پیش ہیں - مسلمان جدھر منہ کرتے ہیں یہ ادھر کو پیٹھ کر لیتے ہیں ' بدنام زمانہ مصنف سلمان رشدی نے " شیطانی آیات " (Satnic Verses) لکھی تو پوری دنیا کے مسلمانوں میں غصے کی ایک زبردست لہر دوڑ گئی جو ابھی تک دبائی نہیں جا سکی - برطانوی مسلمانوں نے سلمان رشدی کے خلاف زبردست جلوس نکالے ' جلسے منعقد کئے اور اس دل آزار کتاب پر پابندی عائد کرانے کا ہر حربہ استعمال کیا - ایرانی رہنما آیت اللہ خمینی کے فتوے نے مسلمانوں کو اور بھی ہمت دلائی - عالم اسلام کے بچے بچے نے کتاب اور اس کے مصنف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کا عہد کر ڈالا - لیکن یہ مرزا طاہر احمد ہی تھا جس نے سلمان رشدی کے حق میں بیان دیئے ' انٹرویو ریکارڈ کروائے اور کہا " آیت اللہ خمینی کا یہ فتویٰ کہ سلمان رشدی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ' سراسر بے بنیاد اور غیر انسانی رویئے کی دلیل ہے - یہ مسلمان جنونی (Fanatic) ہیں جو ہر بدلی ہوئی آواز کو دبا دینا چاہتے ہیں - رشدی کے مسئلے پر برطانوی مسلمانوں نے مظاہرے کر کے اپنے آپ کو ذلیل کروایا ہے - میں رشدی کو اپنا بھائی کہتا ہوں " - برطانوی مسلمانوں کے متفقہ لیڈر شیر اعظم ' جنہوں نے سلمان رشدی کو روپوش ہونے پر مجبور کر دیا ' کی تحریک پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے یہ مکروہ بیان دیا " شیر اعظم نے سلمان رشدی کے خلاف مسلمانوں کو ابھار کر مسلمانوں کو بھی ذلیل کیا ہے ' خود بھی ذلیل ہوا ہے - "

مرزا طاہر احمد کے اس مذموم بیان پر برطانوی مسلمانوں نے اپریل ۹۰ء کو ویمبلڈن میں ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا اور طاہر احمد کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا کہ وہ بھی سلمان رشدی کے کافرانہ عزائم میں برابر کا حصہ دار ہے - مرزا طاہر احمد اسی روز اپنے محل کے عقبی دروازے سے نکل کر بذریعہ کار پہلے " اسلام آباد " پھر وہاں سے فرانس بھاگ گیا اور وہاں جا کر " زیتوگ برگ " اخبار کے ذریعے اپنے بیان کی تردید جاری کر دی - { بہ شکریہ ہفت روزہ "زندگی" لاہور ' ۱۴ جون ۱۹۹۰ء }

خادم حسین

مؤمنات کی حکومت اور سنی حکمرانوں کی بے حسی!

9 مارچ 1990ء جمعہ کے دن صبح تقریباً 39۔8 پر پاکستان ٹی وی کے پروگرام "رشماں" میں ایک گیت سنایا گیا۔ "سخی شہباز قلندر۔ دمادم مست قلندر۔ علی دا پہلا نمبر۔۔۔"

روزنامہ "نوائے وقت" ملتان ایڈیشن کی اشاعت "11 مئی 1990ء سے یہاں ایک خبر اسی حوالے سے نقل کی جاتی ہے۔ "آٹھویں کی کتاب سے رسول پاک اور حضرت عمرؓ سے متعلق مضامین خارج۔ سلطان ٹیپو سے متعلق مضمون بھی نکال دیا گیا"۔

اسلام آباد 10 مئی (بیورو رپورٹ) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے حال ہی میں آٹھویں جماعت کے لئے اردو کی جو کتاب چھپوائی ہے اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر اور ٹیپو سلطان پر مضامین کو نکالا گیا ہے۔۔۔۔ یہ بات آج یہاں تعلیم کی وزیر مملکت بیگم شہناز وزیر علی نے سینیٹ میں ایک سوال کے جواب میں بتائی۔۔۔ قبل ازیں وزیر مملکت برائے تعلیم نے بتایا کہ سرحد میں آٹھویں جماعت کی انگریزی کی کتاب میں پہلا مضمون مسلسل حضور پاک پر ہے۔ تاہم حال ہی میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے جو کتاب چھپوائی ہے۔ اس سے یہ مضمون نکال دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کا مضمون اردو کی ساتویں اور آٹھویں جماعت کی کتابوں میں پہلے ہی موجود تھا اور یہ اعادہ کمیٹی کی سفارشات پر کیا گیا ہے اسی پر قاضی حسین احمد سینیٹر نے کہا کہ مختلف مضامین کی کتابوں میں یہ مضامین مختلف پہلوؤں کے ہوں گے اس لئے ان کو نکالنا درست نہیں۔

قاضی عبداللطیف کے ایک سوال پر تعلیم کی وزیر مملکت نے اس بات کو غلط قرار دیا۔ کہ صوبہ پنجاب اور سرحد میں ساتویں اور آٹھویں کلاس کے نصاب میں علامہ اقبال کی جگہ۔ ترقی پسند شاعروں کی نظمیں شامل کر دی گئی ہیں۔۔۔ تاہم ٹیکسٹ بک بورڈ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ 1991ء کے ایڈیشن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مضمون کو دوبارہ نصاب میں شامل کرے۔

قارئین! یوں تو سرکاری ذرائع ابلاغ (ٹی وی۔ ریڈیو۔ نیشنل پریس ٹرسٹ کے اخبارات) پر پہلے ہی رافضیوں کی اجارہ داری ہے۔ ہر اردو ڈیپارٹمنٹ۔ اردو اکیڈیمی۔ اقبال اکیڈیمی پر اکثریت رافضیوں کی نظر آتی ہے۔ ٹیکسٹ بک بورڈ کی سرپرستی میں پرنٹ ہونے والی اردو کورس کی کتابوں پر بھی آپ کو اکثر نام رافضیوں کے نظر آئیں گے۔ اکثر لٹریچر کا چناؤ ایسے مصنفین کا ہے جو کمیونسٹ، دہریئے، نام نہاد ترقی پسند، دین بیزار اور دشمن صحابہ قسم کے لوگ ہوں کہ

جب سے یہ عقدہ کھلا ہے کہ خدا سنی ہے
جتنے شیعہ ہیں کمیونسٹ ہوئے جاتے ہیں

○ موجودہ حکومت میں احمد فراز جیسے بدباطن شاعر کو جو کہتا ہے کہ

سب رسولوں کی کتابیں طاق پہ رکھ دو فراز
نفرتوں کے یہ صحیفے عمر بھر دیکھے گا کون

اداره ادبیات پاکستان کا ہیڈ بنایا گیا۔

○ فہمیدہ ریاض جیسی بھارتی ایجنٹ اور مادر پدر آزاد ننگی شاعرہ کو بھارت سے بلا کر اچھے عہدے پر فائز اسی حکومت نے کیا۔ اس کی بکواس فحش نگاری اور مذہب بیزاری ملاحظہ ہو۔

"کتابیں جو ہم نے پڑھی ہیں --- جلا دو --- کتابیں جو کہتی ہیں دنیا میں حق جیتتا ہے یہ سب کذب و بیہودہ گوئی مٹا دو --- یہ سب کچھ غلط ہے --- کہ ہم جانتے ہیں - کہ جھوٹ اور سچ میں ہمیشہ ہوئی جنگ --- اور --- جھوٹ جیتتا ہے -- کہ نفرت امر ہے کہ طاقت ہے برحق --- کہ سچ ہارتا ہے --- کہ شیطان نیکی کے احمق خدا سے بڑا ہے"۔

"یہ کون ہیں؟ جانتے تو ہوں گے --- حضور پہچانتے تو ہوں گے۔

یہ لونڈیاں ہیں! کہ بر عمالی حلال شب بھر رہیں -- دم صبح در بدر ہیں۔

یہ باندیاں ہیں! حضور کے لطفہ مبارک کے نصف ورثہ سے معتبر ہیں۔

یہ بیبیاں ہیں! کہ زوجگی کا خراج دینے --- قطار اندر قطار باری کی منتظر ہیں" ۔ (نعوذ باللہ)

باقی جہاں تک تعلیم کی وزیر مملکت بیگم شہناز وزیر علی (رافضی) کے - رسول پاک، حضرت عمر اور سلطان ٹیپو سے متعلق مضامین نکالنے کے جواز پر بیان کا تعلق ہے - قارئین کی معلومات کے لئے تحریر ہے :-

○ "اردو کی دوسری کتاب" میں دو مضمون حضرت علی اور حضرت فاطمہ پر شامل ہیں جن کے ناموں پر سنی طلبہ کو گمراہ کرنے کے لئے دانستہ طور پر "علیہ السلام" لکھا گیا ہے۔

○ "اردو کی آٹھویں کتاب" میں مضمون "شہید کربلا شامل" کیا گیا ہے۔

○ نویں اور دسویں کی اردو کتاب "مرقع اردو" (ایڈیشن مارچ 88ء) میں میر انیس کی دو نظمیں "میدان کربلا میں گرمی کی شدت" اور "امام حسین کی شہادت" شامل ہے۔

○ گیارھویں اور بارھویں جماعت کی اردو کتاب "مرقع ادب" (ایڈیشن اگست 89ء) میں محمد حسین آزاد کا مضمون "ایران کے موسم" اور میر ببر علی کی نظم "شہادت حسین" شامل کی گئی ہے "-اور مولانا ظفر علی خان کی وہ نظم (خون جگر کی چند بوندیں) لی گئی ہے جس میں کربلا کا ذکر ہے۔

گویا صرف چھ کلاسوں کی اردو کتابوں میں ایک مخصوص گروہ کی طرف سے اپنے آٹھ پسندیدہ مضامین اور نظمیں شامل کی گئی ہیں - سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کی مقرر کردہ "اعادہ کمیٹی" کو مختلف مضامین کی کتابوں میں رسول پاک اور حضرت عمر کا ایک اعادہ تو فوراً نظر آ گیا اور وہ کھٹکتا بھی ہے - مگر اردو کی صرف چھ کتابوں میں یہ سات مضامین اور نظمیں نظر نہیں آئیں؟ کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ موضوع کے مقابلے میں محمد حسین آزاد (رافضی) کا مضمون "ایران کے موسم" کا سنی طلبہ کو بھی پڑھانا بہت ضروری ہے - صرف اس لئے کہ یہ ملک اسلام کے خلاف ہمیشہ سے سازشوں کا گہوارہ چلا آ رہا ہے۔

ہماری رائے میں رسول پاک خلفائے راشدین "ازواج مطہرات - باقی تمام جانثاران رسول پاک و صحابہ کی مقدس جماعت کا ذکر طلبہ کی ہر کتاب میں بار بار آنا چاہئے - اہل بیت صحابہ میں شامل ہیں اور ہمارے لئے ان کا نام ایمان کی تازگی کا سبب ہے۔

○ باقی یہ سب کچھ ایک سازش کے تحت کیا جا رہا ہے - کہ ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب کا موجودہ چیئرمین سید فضل حسین (رافضی) ہے اور اسے جان بوجھ کر مقرر کیا گیا ہے۔

○ نویں، دسویں اور گیارھویں، بارھویں جیسی اہم کلاسوں کی اردو کتابوں کا نگران ادارت و طباعت - دانستہ طور پر سید سجاد رضوی (رافضی) تعینات کرنا موجودہ حکومت کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔

○ ملک کے تمام انگلش میڈیم اور پبلک سکولوں (کہ جن میں پبلک کا ایک بچہ بھی تعلیم حاصل نہیں کر سکتا اور "بیورو کریسی" قسم کی نسل یہیں پیدا ہوتی ہے) میں کلاس تھری کی انگلش بک "RADIANT WAY

"STEP WARD" کی پڑھائی جا رہی ہے۔ اسی کے صفحہ چھ پر ایک سبق کی عبارت ہے JUST THEN SULTAN, THE SCHOOL MASTER'S DOG, CAME FOR A SWIM. عین اس وقت سکول ماسٹر کا کتا جس کا نام سلطان تھا تیرنے کے لئے آیا"

اس میں سلطان صلاح الدین ایوبی ، سلطان ٹیپو، سلطان نور الدین زنگی ، سلطان ترکی کے نام کو کتے پر استعمال کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے اس قسم کی کتابیں ملک میں لانے ۔ چھپوانے ۔ تعلیمی اداروں میں رائج کرنے والے رافضی اور یہودی ایجنٹ ہیں۔ جو مسلمان بچوں کے دل اور دماغ میں فکری انتشار، مذہبی بے راہ روی اور اپنے ملی تشخص سے بغاوت کا جذبہ پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

- اقبال اکیڈمی پنجاب یونیورسٹی کا چیئرمین شہرت بخاری (رافضی) اسی حکومت میں مقرر کیا گیا ہے۔
- مرکزی حکومت کے تقریبا بیس وزیر، مشیر رافضی ہیں۔
- اسی حکومت کے دور میں ٹی وی پر اورنگ زیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں توہین آمیز الفاظ استعمال کئے گئے۔
- ٹی وی ، ریڈیو پر دوسرے نعت گو شاعروں کی نعتوں کے ساتھ مولانا ظفر علی خان مرحوم کی نعتیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ مگر مولانا ظفر علی کی اس نعت پر پابندی صرف اس لئے ہے کہ اس میں یہ شعر رافضیوں کے نزدیک غلط ہے۔

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بوبکر و عمر، عثمان و علی
ہم مرتبہ ہیں یاران نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

- رافضی، علامہ اقبال کو صرف اس لئے اچھا شاعر تسلیم نہیں کرتے کہ انہوں نے اپنے کلام میں صحابہ کبار کی منقبت بیان کی ہے۔ حضرت ابوبکر کی شان میں تعریفانہ اشعار لکھے ہیں:۔

شمع کو پروانہ ، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس!

- ٹیپو سلطان کو بھی اندرونی سازش کی وجہ سے شکست کا منہ اس وقت دیکھنا پڑا جب اس وقت کے افغان حکمران اپنی فوج لے کر سلطان کی مدد کے لئے آرہے تھے ۔ تو ایک غدار مہدی حسن (رافضی) نے ایران جا کر وہاں کی حکومت کو گمراہ کیا۔ ایران نے افغانستان سے بغیر کسی وجہ کے جنگ چھیڑ دی ۔ تاکہ وہ سلطان ٹیپو کی مدد نہ کر سکے ۔ اگر اس وقت ایران مہدی حسن کی وجہ سے افغانستان سے جنگ نہ چھیڑتا تو 1799ء میں ہی ہندوستان انگریز کے تسلط سے آزاد ہو گیا ہوتا۔
- صابرہ اور شتیلہ کیمپوں میں فلسطینیوں کو محصور کر کے ۔ انسان کا گوشت کھانے پر مجبور کر دینے والے بھی رافضی تھے اور اب کشمیر میں بھی شیعہ امل ملیشیا کے دہشت گرد ہی سنیوں کو چن چن کر قتل کر رہے ہیں۔
- انگریزوں کے دور سے لے کر اب تک سی آئی ڈی میں اکثریت رافضیوں کی رہی ہے۔ جو ایک مقصد کے تحت سنیوں کے بارے میں غلط رپورٹنگ کر کے ان کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کرتے اور انہیں زک پہنچاتے ہیں۔ مولانا محمد علی جوہر کی ایک تقریر پر کراچی میں بغاوت کا مقدمہ قائم ہوا۔ آپ کے خلاف بھی رپورٹنگ کرنے والا سرکاری گواہ تحت حسین (رافضی) تھا۔ محمد علی جوہر نے عدالت سے کہا کہ میں اپنی صفائی میں تو کچھ نہیں کہوں گا کہ میرے خلاف فیصلہ پہلے ہی لکھا جا چکا ہے۔ صرف اس سرکاری گواہ کو خطاب کر کے یہ شعر کہنا چاہتا ہوں۔

"محمد کا دشمن۔ علی کا عدو نہ کہہ تحت حسین اپنے کو تو"

○ ہر دور میں مسلمان بن کر مسلمانوں سے غداری کرنے والوں کی نسل کا سرا آخر خیشان عجم سے جا ملتا ہے۔

جعفر از بنگال و صادق از دکن ننگ آدم، ننگ دیں، ننگ وطن

؍ اسلام کے خلاف یہود اور شیعوں کی مشترکہ خوفناک سازش اور ان کے اسی ناپاک منصوبے کے مطابق انقلاب کے بعد ایران ہر سال حج کے موقع پر حرم مکہ اور حرم مدینہ خصوصاً حرم مکہ شریف میں خلفشار اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ حکومت ایران، ایرانی کمانڈوز اور بہت سے شیعی عوام کو فساد انگیزی کی تربیت دے کر مکہ معظمہ بھیجتی ہے۔ اور ہر سال یہ لوگ وہاں انتشار پھیلا کر حرمت حرم کو پامال کرتے ہیں اور مسلمان حجاج کو پریشانی میں مبتلا کر کے فرائض کی ادائیگی میں مخل ہوتے ہیں۔

○ سب سے بڑی مسلم مملکت پاکستان کو دو ٹکڑے کرنے والا عیاش حکمران یحییٰ خان بھی شیعہ تھا۔ آج بھی ایران کی شیعہ مملکت۔ سنی اکثریت کے ملک شام کا شیعہ سربراہ حافظ الاسد اور لبنان کی شیعہ امل پارٹی ملت اسلامیہ اور فلسطینیوں کے ساتھ جو کچھ کر رہے ہیں۔ وہ سب کے سامنے ہیں۔

○ پاکستان کی ملت جعفریہ اسلام آباد کا گھیراؤ کر کے۔ کراچی کی شاہراہوں پر قبضہ کر کے اور کوئٹہ میں مسلح خونریزی کر کے بلکہ ہر سال محرم میں چھری چاقوؤں سے مسلح اپنے جلوسوں کے ذریعے ملک کی اکثریتی آبادی کو مرعوب کرنے اور جلوسوں کی آڑ میں ان پر حملے کرنے کا جو کچھ مظاہرہ کر رہی ہے۔ وہ ہر پاکستانی بھگت رہا ہے۔

○ شیعوں نے تاتاریوں سے گٹھ جوڑ کر کے اور اندرونی طور پر سازشوں کا جال پھیلا کر خلافت عباسیہ کو تباہ کیا۔ خلافت ترکیہ کے مٹانے میں بھی شیعوں نے یہود سے مل کر بہت بڑا اور اہم حصہ لیا۔ مغلیہ حکومت بھی ان ہی کی سازشوں سے ختم ہوئی۔ اور وہ آج کل یہود سے گٹھ جوڑ کر کے پاکستان اور عرب کی اسلامی حکومتوں خصوصاً سعودی عرب کی بربادی کے درپے ہیں۔

○ بغداد کو تباہ کرنے کے لئے ہلاکو کو بلانے والا وزیر اعظم ابن علقمی رافضی تھا۔ خود ہلاکو کا وزیر اعظم جو اسے بغداد پر حملہ کرنے کے لئے لے کر آیا تھا۔ خواجہ نصیر الدین طوسی رافضی تھا۔

○ سلطان صلاح الدین ایوبی کی راہ میں کانٹے بچھانے والے اور صلیبیوں کی مدد کرنے والے شام میں رشید الدین سنان اور مصر میں فاطمی حکمران رافضی تھے۔

○ سلطان محمود غزنوی سے ہندوؤں کو لڑانے والے ملتان کے قرامطی رافضی تھے۔

○ دین الٰہی کو شروع کرنے والے بھی رافضی ہی تھے اور مغلیہ سلطنت کو ختم کرنے والے بھی رافضی تھے۔

○ حیدر آباد دکن کی حکومت کو ختم کرنے والے مرزا اسمٰعیل زین یار جنگ ہوش بلگرامی رافضی تھے۔

دراصل سبائی، تبرائی رافضیوں کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ یہ ایک سازشی تحریک ہے۔ جو اس وقت شروع ہوئی جب حضرت عمر فاروق کے دور میں ایران فتح کیا گیا۔ پرورش یافتگان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و ایران (قیصر و کسریٰ) کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ایرانی مجوسیوں نے دیکھا کہ وہ میدان کارزار میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے بظاہر مسلمانوں کا روپ دھار کر اہل بیت کے نام سے اسلام میں نقب لگائی۔ ایرانی قلم کاروں نے رطب و یابس کتابیں لکھیں، فرضی روائتیں گھڑیں تاریخی جنگل میں جھوٹ اور بکواسیات کی وہ خاردار جھاڑیوں کی فصل اگائی کہ الاماں! الحفیظ!

بے شمار احادیث اپنی طرف سے بنا کر رائج کیں۔ فرضی ناموں سے کتابیں لکھ کر رسول اکرم اور صحابہ کرام کے پروگرام کو پامال کرنے کی کوشش کی۔ ابولولو فیروز سے لے کر سلمان رشدی تک۔۔ حسن بن صباح سے لیکر آیت اللہ خمینی تک۔۔ اور مالک الاشتر سے لے کر خلخالی تک۔ کرسی بہ کرسی۔ لڑی بہ لڑی۔ اسلام کے خلاف سازش کرنے والے مکروہ چہروں کی ایک قطار ہے۔ کہ اب تک چلی آ رہی ہے۔ پاکستان میں ہر سال محرم الحرام کے علاوہ بھی بہانے بہانے سے

فسادات برپا کئے جاتے ہیں۔۔ فیض عالم صدیقی ۔ احسان اللہ فاروقی ۔ منظور الحسن ہمدانی ۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر، حبیب الرحمن یزدانی اور حق نواز جھنگوی ۔ سبھی قتیل تیغ مشرکین عجم ہیں ۔ ان کے قاتلوں میں اگر ایک جبرا محترم کہلانے والا۔ ملاؤں کی پرواہ نہ کرنے والا بے نظیر آدمی ہے تو دوسرا صالح زندگی کا فیصلہ کرنے والا ہے ۔ اگر ایک اپنے امام پر فخر کرنے والا عابد و زاہد ہے تو دوسرا شاہ کو جیو نہ کہنے والا ظالم و جابر ہے ۔ اگر ایک عباس کی قسم کا نشان سردار زادہ ہے تو دوسرا نجف سے نسبت ظاہر کرنے والا حسین کا غلام کہلاتا ہے ۔ یہ سب بظاہر نام علی کا لیتے ہیں مگر علی کے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں ۔ کہ خیبر کے شکست خوردہ یہودیوں سے ایران کے ادنے پونے مجوسیوں کا یہی معاہدہ ہوا تھا اور

ہے کوفیوں میں آج وہی شخص معتبر
شہر نبی میں جو کبھی بلوائیوں میں تھا

○ یہ لوگ حضرت عمر فاروق کے قاتل ابولولو فیروز مجوسی (مغیرہ بن شعبہ کے ہاں پارس و ایران کے ایک غلام) کو بابا شجاع کہتے ہیں ۔ اسی کی یاد میں ان کی انگلیوں میں فیروزے کی انگوٹھی ان کی پہچان ہے ۔

○ 22 رجب کو ہر سال حضرت جعفر صادق کے کونڈوں کے نام سے یہ لوگ خوشی مناتے ہیں ۔ انواع و اقسام کے کھانے پکاتے ہیں کہ 22 رجب کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ہے اور ان کی جنتری میں یہ بات "مرگ معاویہ" کے نام سے درج ہے ۔ رافضی سنی مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ 22 رجب حضرت جعفر صادق کے کونڈے ہیں ۔ حالانکہ اس دن نہ حضرت جعفر صادق پیدا ہوئے نہ ہی یہ ان کی وفات کا دن ہے ۔

○ ان لوگوں نے زنا کو متعہ اور منافقت و جھوٹ کو تقیہ کا نام دے رکھا ہے ۔

○ "خاتون جنت" کے نام سے مجلسیں منعقد کرتے ہیں گویا انہیں حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے جنت میں جانے کا غم ہے ورنہ جنت کے نام کے ساتھ غم کا تصور ہی ہر لحاظ سے غلط ہے ۔ مگر حقیقت چھپی نہیں رہتی ۔ در اصل یہ لوگ محمد و آل محمد کے نام پر ان کے دشمن ہیں ۔

○ حضرت علی ۔ حضرت فاطمہ ۔ حضرت حسن اور حضرت حسین کے نام کے ساتھ یہ لوگ "علیہ السلام" لکھتے ہیں ۔ حالانکہ عربی اصطلاح کی رو سے "علیہ السلام" انبیا کے ساتھ مختص ہے ۔ یہ سب اصحاب قدسیہ ۔ صحابی رسول کے ضمن میں آتے ہیں اور صحابی کے لئے لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخصوص ہے ۔ جو قرآن مجید میں بھی آیا ہے ۔ گویا یہ لوگ ان اصحاب کو "علیہ السلام" کہہ کر نبی کے برابر درجہ دیتے ہیں ۔

○ دنیا بھر کے مذہب کے پیروکاروں کی عبادت اپنی اپنی عبادت گاہوں میں ہوتی ہے ۔ یہ ایک واحد سازشی تحریک ہے ۔ جس کے محرموں کی عبادت اپنے دشمنوں (سنی مسلمانوں) کے دروازوں پر اور عبادت گاہوں کے سامنے زیادہ ہوتی ہے وہاں کھڑے ہو کر سب و شتم کرتے، صحابہ کو گالیاں دیتے اور نتیجتاً فساد کا باعث بنتے ہیں ۔

○ گرائمر کی کتابوں میں لکھنؤ اور دہلی کے میر صاحبان نے ایک سازش کے تحت دیدہ دانستہ ایسی مثالیں اور نام داخل کر رکھے ہیں ۔ جن سے صحابہ کبار کی توہین ہوتی ہے ۔ مثلاً زید نے بکر کو مارا ۔ بکر نے عمر کو مارا ۔۔۔ اور عمرو عیار نام سے سیریز کہانیاں لکھی جا رہی ہیں ۔

○ عربی ادب کی ابتدائی کتاب "مفید الطالبین" کے صفحہ 17 پر ایک شیر، بھیڑئے اور لومڑ کے شکار پر جانے کا قصہ ہے اس میں سبائی قصہ گو نے شیر کی زبان سے لومڑ کو کہلوایا ہے "اے ابومعاویہ اب تقسیم کرنے کا طریقہ تم بیان کرو"

○ تفتازانی ایرانی "مختصر المعانی" بحث مسند الیہ صفحہ 71 پر ایک مثال میں لکھتا ہے "علی سوار ہوا معاویہ فرار ہوا" ۔

○ پاکستان نیوی کے پہلے جنگی جہاز کا نام "العباس" رکھا گیا اور حال ہی میں ایک بحری جہاز کا نام "مومن" رکھا گیا ہے ۔ جب کہ سب سے پہلے بحری بیڑا بنانے والے مسلمان جرنیل و حکمران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں ۔ ان کے

نام پر کوئی بحری جنگی جہاز نہیں۔

- یہ لوگ خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کردہ "سید الشہدا" حضرت امیر حمزہ (نہج البلاغہ) کو چھوڑ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سید الشہدا قرار دیتے ہیں۔
- ان کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی ظاہر ہوں گے۔ حضرت عائشہ کو زندہ کرکے ان پر حد جاری کریں گے (حق الیقین۔ مترجم صفحہ 347 مطبوعہ لاہور۔ از ملاں باقر مجلسی)
- ان کا کہنا ہے کہ موجودہ قرآن مجید تحریف شدہ ہے۔ صحیح قرآن مجید ان کے آخری امام ساتھ لے کر غار میں چھپے بیٹھے ہیں۔ (اصول کافی صفحہ 263، 262)
- پاکستانی فوج میں سب سے بڑا اعزاز" نشان حیدر" رکھا گیا ہے دوسرے کسی خلیفہ راشد (ابو بکر، عمر، عثمان) یا دوسرے بہادر جرنیل (حضرت امیر حمزہ، خالد بن ولید، عمر بن عاص) کے نام پر کوئی نشان نہیں۔ اس طرح رافضی ایجنٹوں نے خود رسول پاک کے نام پر حضرت علی کو ترجیح دے رکھی ہے۔
- پاکستان ٹی وی پر رافضیوں کی اجارہ داری کی وجہ سے خلفائے ثلاثہ کا تذکرہ نہیں کیا جاتا۔ مجبوراً کبھی کبھار ذکر آئے بھی تو اس کا وقت ٹی وی کے آخری پروگراموں میں ہوتا ہے۔ جب لوگ سو رہے ہوں۔
- پاکستان ٹی وی پر شکاگو کے نام نہاد شہیدوں کا تذکرہ تو بہت زور شور سے کیا جاتا ہے۔ مگر بدر و احد کے شہیدوں کا تذکرہ برائے نام ہے۔
- رافضی مسجد کی زمین پر سجدہ نہیں کرتے۔ اسے قتل گاہ علی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سجدے کی جگہ۔ خاک۔ پتھر، لکڑی یا درخت کا پتہ رکھ لیتے ہیں۔ بلکہ خاک کربلا کو بہتر کہتے ہیں۔ (اسلامیات لازمی برائے میٹرک شیعہ طلبہ ایڈیشن 1979ء) گویا یہ نماز بھی کربلا والے کی ادا کرتے ہیں۔ اللہ کی ادا نہیں کرتے۔
- یہ لوگ اپنی عبادت گاہ کو امام بارگاہ (امام کا دربار) کہتے ہیں۔ یعنی ان لوگوں نے اللہ کے گھر کو امام کا دربار بنا رکھا ہے۔ حالانکہ مساجد تو اللہ کے لئے ہوتی ہیں۔
- دنیا کا کوئی مذہب نہیں جس میں بدزبانی کرنے والے کو اچھا سمجھا جاتا ہو۔ ان کے ہاں گالی دینا ثواب ہے۔ یہاں خمینی کی کتاب کشف الاسرار صفحہ 107 سے ایک مثال دی جاتی ہے۔ خمینی لکھتا ہے "ہم ایسے خدا کو خدا نہیں مانتے جو یزید، معاویہ اور عثمان جیسے بدمعاشوں کو حکومت دیتا ہے" (معاذ اللہ)۔
- ان کی اذان مسلمانوں کی اذان سے الگ ہے۔ جس میں حضرت علی کو خلیفہ بلافصل (پہلا خلیفہ) کہہ کر خلفاء ثلاثہ کو کھلے عام غاصب و ظالم قرار دیتے ہیں۔
- ان کا کلمہ " اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ و علی ولی اللہ و اشھد ان خمینی روح اللہ حجت اللہ علی خلقہ " مسلمانوں کے کلمہ سے الگ ہے۔ (وحدت اسلامی۔ جون 83ء صفحہ 80-81)۔
- ان کا درود " اللھم صل علی محمد و آل محمد (میٹرک اسلامیات لازمی برائے شیعہ طلباء) مسلمانوں کے درود سے الگ ہے۔ کہ ان کا مذہب کربلا کے واقعہ کے بعد گھڑا گیا ہے۔ ورنہ کیا خود رسول پاک اور صحابہ یہی درود پڑھتے تھے؟۔
- شیعہ ختم نبوت کے بھی منکر ہیں اور بارہ اشخاص کو نبی کریم خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صاحب وحی و صاحب کتاب سمجھتے ہیں اور انہیں درجہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور دوسرے انبیاء سے افضل سمجھتے ہیں۔ (الحکومت الاسلامیہ۔ خمینی)

اہل تشیع کہتے ہیں کہ پہلے تین خلفائے راشدین نے حضرت علی سے خلافت زبردستی چھین لی تھی۔ پہلا نمبر حضرت علی کا تھا۔ جب کہ پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر ہوئے ہیں۔ جنہیں رسول پاک نے اپنی بیماری کی حالت میں۔ حضرت

علی اور حضرت عباس کی موجودگی میں مسلمانوں کا امام بنا دیا تھا۔

○ رافضیوں کا شور و غوغا، واویلا، عبث، بے بنیاد، من گھڑت کہانیوں پر مبنی جھوٹ کا پلندہ ہے۔ حضرت علی ایک مدت ان خلفائے ثلاثہ کے ساتھ شریک سلطنت رہے۔ اگر رافضیوں کی بات سچی ہوتی تو حضرت علی بزور شمشیر اپنے حق کا مطالبہ کر سکتے تھے۔ مگر اس کے برعکس ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت علی سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی خلافت پر مسلمانوں میں اختلاف نہیں ہوا اور آپ بھی اس معاملہ میں جمہور امت سے کبھی الگ نہیں ہوئے۔ لیکن آپ کی خلافت پر وہ متفق نہیں ہیں۔ تو حضرت علی نے جواب دیا "ابو بکر و عمر میرے جیسے مسلمانوں پر والی تھے۔ اور میں تم جیسے مسلمانوں کا والی ہوں (تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ 176)

رافضیوں کے اس جھوٹے پروپیگنڈے کے مقابلے میں تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت علی اور دوسرے تمام صحابہ آپس میں شیر و شکر تھے۔ ان کے رشتے ناطے تھے۔ ایک دوسرے سے خاندانی تعلقات تھے۔ دنیا کا کوئی ذی عقل اور باغیرت آدمی دشمن سے خاندانی تعلقات کبھی استوار نہیں کرتا۔

○ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں (ام کلثوم اور رقیہ) ازروئے وحی حضرت عثمان کے عقد مبارک میں آئیں اور آپ کی تیسری دختر سیدہ فاطمہ کا حضرت علی سے نکاح ہوا۔ اس طرح حضرت علی اور حضرت عثمان آپس میں ہم زلف تھے۔

○ امہات المومنین میں سے دوسرے نمبر پر حضرت عمر فاروق کی دختر سیدہ حفصہ۔ تیسرے نمبر پر حضرت ابو بکر کی بیٹی حضرت عائشہ اور چوتھے نمبر پر حضرت معاویہ کی حقیقی بہن حضرت ام حبیبہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ ازدواج میں آئیں۔

○ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا رشتہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر نے کرایا اور وہی ان کے نکاح کے گواہ تھے

-

○ حضرت علی نے اپنی دختر اور حضرت حسن اور حسین کی حقیقی ہمشیرہ سیدہ ام کلثوم حضرت عمر فاروق کے نکاح میں دے دی۔ اس طرح حضرت عمر فاروق کا رشتۂ مصاہرت سیدنا علی اور خاندان نبوت سے ہو گیا۔ (شعیہ کتاب۔ فروع کافی جلد دوم صفحہ 141، 311)۔

○ حضرت عثمان کی والدہ اروی حضور نبی کریم کی حقیقی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ حضور کے والد ماجد اور حضرت عثمان کی نانی محترمہ ام حکیم بیضا جڑواں حقیقی بہن بھائی ہیں۔

○ عیاش راوی ہے کہ حضرت (امام) جعفر صادق سے لوگوں نے پوچھا کہ "کیا حضور نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمان کے نکاح میں دے دی تھی؟" حضرت جعفر صادق نے فرمایا "ہاں دے دی تھی" (شعیہ کتاب "حیات القلوب جلد دوم صفحہ 563 از ملاں باقر مجلسی)

○ ایام محاصرہ میں حضرت علی نے حضرت عثمان سے خطاب کرتے ہوئے دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ "آپ رسول اللہ کی صحبت میں رہے جیسے ہم رہے اور ابو بکر و عمر بھی عمل حق میں آپ سے ادنی نہ تھے۔ آپ کو ان دونوں سے بڑھ کر نبی کریم کا داماد ہونے کی عزت حاصل ہے۔ جو ان دونوں کو نہ تھی۔ (شعیہ کتاب نہج البلاغہ صفحہ 135 مطبوعہ تبریز 1267ء)۔

○ حضرت علی نے حضرت ابو بکر صدیق کے صاحبزادے محمد بن ابو بکر کو اپنی گود میں لے لیا اور ان کی بہترین طریق سے پرورش کی۔---------(علی شخصیت و کردار صفحہ 245)

o بعد واقعۂ صفین و کربلا - فاطمہ بنت الحسین بن علیؓ کا نکاح ثانی عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان سے ہوا جن کے بطن سے جناب حسین اموی نواسہ محمد بن عبداللہ بن عفان تھے --------- زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کی صاحبزادی نفیسہ خاندان بنی امیہ میں سے خلیفہ ولید بن عبدالملک کو بیاہی گئی - اسی ولید بن عبدالملک کی والدہ عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کی دختر تھیں - جناب سکینہ بنت الحسین بن علی نے اپنا نکاح حضرت عثمان کے پوتے زید بن عمرو سے کیا تھا -------- اسی طرح اور بہت سے رشتے بنی ہاشم اور بنی امیہ میں ہوتے رہے - خاندانی شرف و اعزاز کیا زمانۂ جاہلیت اور کیا اسلام بنی امیہ کو ہمیشہ حاصل رہا - جسے خود ابن ابی حدید شرح نہج البلاغہ میں تسلیم کرتا ہے - (نہج البلاغہ تاریخ کی روشنی میں) .

یہ حقائق اس بات کا مصدقہ و مسلمہ ثبوت ہیں کہ جنگ جمل ، صفین اور واقعہ کربلا کا وہ اثر بنو ہاشم و بنو امیہ نے نہ لیا - جو سبائیوں نے افتراق بین المسلمین کی غرض سے پھیلایا اور جس کے لئے ان کی قریبی رشتہ داریوں کو عمداً چھپایا اور بعض نے ان کا صریحاً انکار کیا -

صحابہ کرام کا زمانہ 120 برس تابعین کا 170 برس اور تبع تابعین کا 200 برس رہا ان حضرات کے متعلق حضور نبی کریم نے فرمایا -

(1) "اب میری امت میں سے سب سے بہتر میرے اصحاب ہیں - پھر تابعین پھر تبع تابعین"

(2) "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے راہ پاؤ گے" -

سابق شعیہ عالم نواب محسن الملک مذکورہ بالا روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ الفاظ "اصحاب کا النجوم" جس طرح سے کتب اہل سنت میں منقول ہیں - انہیں لفظوں سے کتب امامیہ میں مذکور ہیں -

شیخ صدوق نے معانی الاخبار میں علامہ طبری نے احتجاج میں - ملاں باقر مجلسی نے بحار الانوار میں اور حیدر آملی اثنا عشری نے جامع الاسرار میں اس حدیث کی صحت کا اقرار کیا ہے -

عیون اخبار میں جو معتمد بن کتب امامیہ سے ہے امام موسی رضا کی روایت درج ہے کہ "ایک شخص نے امام موسیٰ رضا سے پوچھا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے - اور یہ بھی فرمایا کہ چھوڑو میرے واسطے میرے یاروں کو" تو امام موصوف نے جواب دیا کہ یہ صحیح ہے - (آیات بینات صفحہ 85)

حضرت عمر کی شہادت کے بعد جب مسند خلافت کے لئے حضرت عثمان منتخب کر لئے گئے - تو عبداللہ بن سبا (ملک یمن کا یہودی ، عربی پر اسے عبور حاصل تھا - توریت و انجیل کا عالم تھا مگر اسلام کے ہاتھوں یہودیوں کے زوال کا انتقام لینے کے لئے اس نے مسلمانی کا لبادہ اوڑھا) نے حضرت علی کے گھرانے کو خلیفہ وقت کے خلاف اکسانا شرع کیا - جس کی بنا پر اسے جلاوطن کر دیا گیا - اور وہ بصرہ چلا گیا - اس نے وہاں شعیان علی کے نام پر ایک جماعت بنالی اور حب علی کی آڑ میں اس امر کا پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ

"خلافت تو علی کا موروثی حق تھا - رسول کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی علی کو انہوں نے بیٹا بنایا تھا - ان کے بعد علی کا حق غصب کر لیا گیا - بلکہ عمر نے ابو بکر کو خلیفہ بنا کر علی پر ظلم کیا ہے -

حاضرین نے کہا " حضور نے سچ فرمایا عمر نے نہ صرف علی کا حق مارا ہے بلکہ ہم سب کو بھی سخت نقصان پہنچایا ہے - اس نے ایران فتح کر لیا ہے ------ ہم عمر سے بیزار ہیں - (سبائی سبز باغ) -

عبداللہ بن سبا نے اپنی جماعت شیعان علی کا یہ منشور تیار کر کے اسے عام کیا -

(1) مسئلۂ امامت ہمارا جزو ایمان ہے (2) محبتؑ اہل بیتؑ اور حمایت علی ہمارا نصب العین ہے۔ (3) حضرت علی خلیفہ بلافصل اور وصی رسول اللہ ہیں۔ (4) خلفاء ثلاثہ غاصب۔ ظالم بلکہ مرتد اور کافر ہیں۔ (5) علی قابل پرستش ہیں ہم علی کو اس کا حق دلائیں گے۔

تاریخ ملت عربی کا مصنف فلپس حتی لکھتا ہے "بانئ اسلام نے خدا اور بندے کے درمیان صرف وحی الٰہی یعنی قرآن مجید کا واسطہ بنایا تھا مگر شیعوں نے ایک انسان یعنی امام کو اپنا واسطہ بنا لیا (صفحہ 390)

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ شیعہ کی انچارج پروفیسر سیدہ رضیہ جعفری ایم اے بی ٹی ایچ نے اپنے رسالہ "فرق اسلامی" میں شیعوں کے فرقوں کے بارے میں لکھا ہے

(1) غالی۔ وہ لوگ ہیں جو حضرت امیر المومنین کو خدا مانتے ہیں۔ وہ سلام اور جواب یا علی مدد کے الفاظ میں دیتے ہیں صفحہ (31)۔

(2) مفوضہ۔ اس فرقہ کا مذہب یہ ہے کہ خدا نے صرف جناب محمد مصطفی اور حضرت علی کو پیدا کیا پھر وہ بیکار ہو گیا۔ (معاذاللہ) اور اس نے تمام دنیا کا نظام ان ہی دو بزرگوں کے سپرد کر دیا ہے۔ وہ جسے چاہتے ہیں مارتے ہیں انہوں نے سارے عالم کو پیدا کیا ہے یعنی دونوں رزق دیتے ہیں۔ صفحہ (32) اس فرقے کا نعرہ بھی یا علی مدد تھا۔ اور یہ حضرت علی کو مشکل کشا سمجھتے تھے اور کسی مشکل کا سامنا ہوتا تو اسی نعرہ کے ذریعے ان سے مدد طلب کرتے جس کا آج تک رواج چلا آرہا ہے۔

(3) علویہ۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وحی پہنچانے میں جبریل سے غلطی ہوئی علی کی بجائے محمد مصطفی کو پہنچا دی حضور نبی کریم کی چار دختران تھیں۔ جن میں سے حضرت فاطمہ۔ حضرت علی کے گھر تھیں۔ سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے عقد میں آئیں۔ اس لئے انہوں نے حضرت فاطمہ کے سوا باقی دختران کا انکار کر دیا تھا۔ "عقائد الشیعہ" میں لکھا ہے کہ

"ہمارا عقیدہ ہے اور تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ رسول اکرم کی ایک بیٹی فاطمہ تھیں اس کے سوا اور کوئی لڑکی آپ کے صلب سے نہ تھی۔"

حالانکہ آپ کی دیگر دختران کی خود قرآن ان الفاظ میں شہادت دے رہا ہے۔ "قل ازواجک و بناتک" (اے رسول! اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے کہہ دیجئے!)

اگر حضور کی ایک بیٹی ہوتی تو قرآن میں اس کے لئے جمع کا صیغہ نہ آتا۔ علاوہ ازیں اس امر کو خود حضرت علی اور حضرت جعفر صادق تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان کے عقد میں حضور کی دو دختران تھیں۔ ملاحظہ ہو (نہج البلاغہ صفحہ 135 مطبوعہ تبریز 1227ھ حیات القلوب جلد دوم صفحہ 563 از ملاں باقر مجلسی)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تین بیٹیوں کو ان کی بیٹیاں نہ کہنا اسی طرح کی بات ہے جیسے کہا جائے کہ زہرہ مصطفوی، خمینی کی بیٹی اس کے صلب سے نہیں ہے۔

قارئین کی معلومات کے لئے اہل تشیع کے بنیادی عقائد یہاں دیئے جا رہے ہیں۔

(1) تولا۔ اہل بیت اور ان کے دوستوں سے دوستی رکھنا (تحفتہ العلوم صفحہ 22)

(2) تبرا۔ اہل بیت کے دشمنوں سے اور ان کے دشمنوں کے دوستوں سے بیزاری رکھنا

(3) تقیہ۔ دروغ مصلحت آمیز یعنی خوبصورت جھوٹ بولنا۔

اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ کی رسالت اور آئمہ معصومین کی امامت کا اقرار اس وقت تک پورا نہیں

ہوتا- جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری اور نفرت نہ ہو- منافقین اور منکرین اہل بیت سے بیزاری ضروری ہے- ظالم لوگ ملعون ہیں اور ان سے بیزاری و نفرت واجب ہے- (فرق اسلامی صفحہ 31)

قابل ملامت - ظالموں کی فہرست حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عائشہ اور امیر معاویہ سے شروع ہو کر ہر اس شخص تک پہنچتی ہے جو ان اصحاب کبار کو برحق مانتا ہے- شیعۂ عقائد کی رو سے چونکہ ان کا شمار دشمنان اہل بیت میں ہوتا ہے- اس لئے ان کے نزدیک ان کے متعلق جھوٹ بولنا، گالی دینا اور لعن طعن واجب ہے- قبل ازیں یہ بکواس زیادہ تر اندرون خانہ یا محرم کی مجالس تک محدود ہوتی تھی- لیکن پاکستان میں یہ اب کھلم کھلا اور سر بازار ہوتی ہے- تفرقہ و انتشار کے لئے اب تو اہل تشیع نے اپنا نصاب تعلیم بھی الگ کرالیا ہے تاکہ بچوں کو بچپن سے دشنام طرازی، تبرا بازی اور گالیوں کا عادی بنایا جاسکے- حالانکہ جن کی خاطر اصحاب کبار کو یہ طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں ان کے پیشوا اور امیر حضرت علی کا فرمان ان کے لئے یہ ہے-

"خبردار فرقہ بندی سے بچے رہنا- جو شخص جماعت سے الگ ہو جائے وہ شیطان کے نرغہ میں آجاتا ہے- خبردار جو شخص فرقہ بندی کا داعی ہو اسے ہلاک کردو- اگرچہ وہ میری ہی دستار کے نیچے ہو (نہج البلاغہ صفحہ 261 بحوالہ سیرت علی- نامی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی باالتزام حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی مجالس میں موجود رہتے تھے- اور ان کی مدح و ثنا کرتے رہتے تھے- (نہج البلاغہ)

حضرت علی نے اپنے دوسرے لڑکے کا نام ابوبکر تیسرے لڑکے کا نام عمر اور چوتھے لڑکے کا نام عثمان رکھا

یہ اقدام اس بات کے شاہد عدل ہیں- کہ حضرت علی کو تینوں خلفائے راشدین سے بڑی محبت تھی- اس سے آگے حسن بن علی نے اپنے صاحبزادے کا نام عمر رکھا- اس کے بعد حضرت حسین کے صاحبزادے حضرت زین العابدین نے بھی اپنے لڑکے کا نام عمر رکھا- ان کے علاوہ حضرت علی کے ایک اور صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ نے بھی اپنے صاحبزادے کا نام عمر رکھا- اس طرح خیر و برکت کی خاطر یہ نام حضرت علی کی چار پشتوں تک ان کے خاندان میں گردش کرتے رہے- اگر خدانخواستہ ان کے درمیان کوئی رنجش، دشمنی، کینہ یا بغض و عناد ہوتا تو وہ اس طرح یہ نام نہ رکھتے اس کے مقابلے میں شیعان علی کے بغض کا یہ عالم ہے کہ وہ ابوبکر عمر عثمان کا نام رکھنا یا سننا بھی گوارا نہیں کرتے-

چونکہ کسی کو گالی گلوچ کرنا اسلامی اخلاق کے سراسر خلاف ہے اور اگر وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ گالی دینے والے پر لوٹ آتی ہے- اس لئے صحابہ کرام اور حضرت علی میں سے کبھی کسی نے کسی کو گالی نہ دی- نہ لعن طعن کی کیونکہ ایسا کرنا سراسر شرافت وانسانیت کے خلاف ہے اہل تشیع کی نہایت معتبر اور مسلمہ کتب حضرت علی اور باقی اصحاب کے باہمی تعلقات کا یوں اعتراف کرتی ہیں-

(1) حضرت علی نے خلفاء ثلاثہ کے ہاتھ پر بیعت کی (احتجاج طبرسی)

(2) حضرت علی برابر خلفاء ثلاثہ کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے- (احتجاج طبرسی صفحہ 53)

(3) حضرت علی خلفائے ثلاثہ کی مدح و ثنا کرتے رہے (نہج البلاغہ)

(4) حضرت علی نے حضرت عمر کی نماز جنازہ میں شرکت کی- (طبری)

(5) حضرت علی نے حضرت صدیق اکبر کے فضائل بیان کئے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی (شرح نہج البلاغہ- بحرانی)

(6) حضرت علی نے انصار کو اسلام کی پرورش کرنے والا فرمایا- (نہج البلاغہ)

(7) حضرت علی نے اپنی دختر جو حضرت فاطمہ کے بطن سے تھیں۔ حضرت عمر کے نکاح میں دی (کافی)
(8) حضرت علی نے اپنے صاحبزادوں کے نام خلفائے راشدین ابو بکر۔ عمر۔ عثمان کے نام پر رکھے۔ (جلاء العیون)
(9) حضرت علی تینوں خلفاء کے عہد میں خلافت کی مجلس مشاورت کے ممتاز رکن تھے۔ (تاریخ اسلام۔ سید امیر علی)

ان سب حقائق کی موجودگی میں اہل تشیع کا اس بات پر ضد کرنا کہ حضرت علی پہلے خلیفہ تھے مگر وہ اپنی خلافت کا حق حاصل نہ کر سکے۔ خود حضرت علی کے کردار کو مشکوک کرتا ہے۔ حضرت علی کو (معاذاللہ) بزدل ثابت کرتا ہے دراصل یہ لوگ حضرت علی اور باقی صحابہ کے ایمان و کردار کو مشکوک کر کے اسلام کی بنیادوں کو پامال کرنا چاہتے ہیں۔ کہ دین اسلام صحابہ کی وساطت سے ہی دنیا میں پھیلا۔ اگر صحابہ کو ظالم قرار دے دیا جائے تو اسلام خود ہی مشکوک ہو جاتا ہے۔ اور یہودیوں اور مجوسیوں کا یہی مقصد اولین ہے۔

ٹی وی پر حضرت علی کا پہلا نمبر قرار دینا۔ طلبہ کی نصابی کتابوں میں سے حضرت رسول اکرم حضرت عمر اور سلطان ٹیپو کا نام نکالنا۔ خانہ فرہنگ ایران کا بھتہ کھانے والے خمینی ایجنٹوں اور عجمی سازشیوں کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے شیعہ لابی کی سوچی سمجھی سکیم ہے۔ اقلیت کی جھوٹی۔ من گھڑت بات کو اکثریت کی سچی اور کھری بات پر زبردستی مسلط کرتا ہے۔

کیا ایران میں سنی اقلیت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایران ٹی وی۔ ریڈیو پر خلفائے ثلاثہ کا نام اس طرح سے بلند کر سکیں؟

ضیاءالحق شہید کو مرد مومن کا طعنہ دینے والے ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ان کی نام نہاد "مومنات کی حکومت" سےیں دامن اور بند قبا پھٹ کر کہاں چلا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ وزیراعظم شیعہ ہے۔ اس کی ماں (سینئر وزیر) شیعہ ہے۔ سنی وڈیرہ اور حکمران طبقہ بے غیرت ہو چکا ہے۔ شیعہ وڈیرہ خوفناک متعصب ہے۔ عقل و شعور کا اس کے قریب سے بھی گزر نہیں ہوا۔ خانہ فرہنگ ایران کے تمام دفاتر پاکستان میں "قمیوں اور گنجیوں" کے سازشی اڈے ہیں۔ ایرانی ایجنٹ وہاں سے سؤر کی بوٹی کھاتے اور سنیوں کے خلاف سازشیں تیار کرتے ہیں۔ ان ایرانی گماشتوں کو موجودہ حکومت کی پوری پوری سرپرستی حاصل ہے۔ ورنہ کیا بات ہے کہ پاکستان جس میں بیوہ کو بیوہ کہنے پر اسمبلی میں ہنگامہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہاں شیعہ سرعام صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں۔ سنیوں اور سنی اکابر کے خلاف دل آزار لٹریچر کھلے عام چھپ رہا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ سنی شیعہ رواداری اور اتحاد و یگانگت کا سالانہ درس دینے والے بیورکریٹس ذرا سوچیں کہ اگر ان کی ماں بہن کو گالی دی جائے ان کی مری ہوئی ماں کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ ایک دن ان کی ماں کی میت کو قبر سے نکال کر اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی۔ اور اس کی لاش پر کوڑے مارے جائیں گے۔ تو کیا یہ انتظامیہ کے ممبر اس بکواس کرنے والے کے ساتھ رواداری اور اتحاد و یگانگت کی پینگیں بڑھائیں گے یا اسے ملیامیٹ کر دیں گے؟

لیکن یہ چھوٹی سی بات ان کی سمجھ میں نہیں آئے گی کہ اقتدار واقعی ایک ایسا گھوڑا ہے کہ جو اس پر سوار ہوتا ہے وہ گھوڑے سے پہلے سرکش ہو جاتا ہے اور اقتدار کا گھمنڈ، شراب کا نشہ، رنڈی کا بستر یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔

فی الجملہ ارباب بست و کشاد نوٹ کر لیں کہ وہ جس راہ پر دوڑ رہے ہیں۔ اس کی آخری حد پر ایک کنواں ہے جہاں ہر دور کے ستم گر ڈوبتے رہے ہیں اور یہ

"گاؤ دی، بھونپو، دسیسہ کار سودائی ہیں لوگ
درۂ حجاج بن یوسف کے شیدائی ہیں لوگ
اب انہیں ہر موڑ پر عبرت دلانا چاہیئے
کم سے کم مختار بن ثقفی تو آنا چاہیئے"

سرور مجاز

ایک کلاشن کوف عطا ہو

جمہوریت کے صدقے جائیں
کیا کیا صدمے جھیلے جائیں
جو بھی ہو بس دیکھے جائیں — اللہ جانے آگے کیا ہو
تیرا اے سرکار بھلا ہو
ایک کلاشن کوف عطا ہو

پیسے کی وہ دوڑ لگی ہے
سچائی بے ہوش پڑی ہے
اور شرافت اُونگھ رہی ہے — داؤ پر انصاف لگا ہو
تیرا اے سرکار بھلا ہو
ایک کلاشن کوف عطا ہو

رنگ سیاست جب لاتی ہے
ایک پجارو مِل جاتی ہے
مٹی سونا کہلاتی ہے — ہر سُو پیسہ بول رہا ہو
تیرا اے سرکار بھلا ہو
ایک کلاشن کوف عطا ہو

نیکی کا دم ٹوٹ رہا ہے
سچ کا سورج ڈوب چلا ہے
ہر جانب اِک حشر بپا ہے — ایسے میں بس ایک دعا ہو
تیرا اے سرکار بھلا ہو
ایک کلاشن کوف عطا ہو

آؤ آنکھ مچولی کھیلیں
سارے تڑا تڑ گولی کھیلیں
اپنے خون سے ہولی کھیلیں — لاشوں سے گھر بار اَٹا ہو
تیرا اے سرکار بھلا ہو
ایک کلاشن کوف عطا ہو

"طاقت کا سرچشمہ" لوگو
کچھ تو سوچو کچھ تو بولو
ہر طوفان کو مِل کر روکو — بچّہ بچّہ چیخ رہا ہو
تیرا اے سرکار بھلا ہو
ایک کلاشن کوف عطا ہو

بچّے بوڑھے خوفزدہ ہوں
سب کے ہی اوسان خطا ہوں
گونگے بہرے راہنما ہوں — ہر شہری بے ہوش پڑا ہو
تیرا اے سرکار بھلا ہو
ایک کلاشن کوف عطا ہو

قائدِ اعظمؒ نے پوچھا ہے!
کچھ تو بولو یہ سب کیا ہے؟
کِس کا دشمن کون بنا ہے؟ — تم میرے سب لگتے کیا ہو؟
تیرا اے سرکار بھلا ہو
ایک کلاشن کوف عطا ہو

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

چند تہمتوں کا جواب

★ دار العلوم اور "دیو بند" ★ چکوالی فرقہ
★ محمود احمد عباسی مرحوم ★ میرا مسلک

نسبتوں کا حوالہ ہرچند کہ معتبر ہے لیکن نسبت کوئی معتبر چیز نہیں جب تک کہ شخص منسوب خود نسبت کا اہل نہ ہو اور نسبت کے وقار عظمت اور مقام کا تحفظ نہ کر سکتا ہو ایسا شخص جو اسلاف کے کمالات علمی اور ان کے جرأت مندانہ کارناموں کی بقاء اور ابقاء کا مسبب نہ بن سکے اس کی نسبت از خود رفع ہو جاتی ہے اور وہ ہزار دعوؤں اور پراپیگنڈہ کے باوصف اس کا اہل نہیں رہتا۔

اس مقدمہ و تمہید کے بعد تفصیلاً عرض ہے کہ پاکستان میں دیو بندی بریلوی ٹیڈھ رچانے والے لوگوں کو میں نے بہت قریب سے دیکھا زبان و بیان سے لیکر احوال و اعمال تک کا مشاہدہ کیا میں نے انہیں اصلاً بیورو کریسی کا گماشتہ پایا۔ ثانیاً وہ لوگ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے قرب اور حصول مال کے متمنی پائے گئے ثالثاً وہ لوگ جب سیاست میں آئے تو ان میں اور مسلم لیگی اور پی پی پی کے سیاست بازوں میں ہم نے کوئی فرق نہ پایا دنیا کی جو بھوک نو دولتئیے سیاسی کارکنوں اور لیڈروں میں دیکھی وہی ان لوگوں میں پائی گئی اس پر مستزاد ان کا وہ بھونڈا پن جس کا تصور بھی دین اور اہل دین کے ہاں نہیں ہے بنابریں میں نے ان لوگوں کے خلاف مجموعی طور پر شد ومد سے بیزاری کا اظہار کیا اور یہ کوئی نئی بات نہیں اس کو بیس برس سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے اب میرے خلاف یہ پراپیگنڈہ کہ علماء دیوبند کو برا کہتا ہے وغیرہ ایک صاحب جو چکوال کے باسی ہیں ان کے ایماء پر یہ غبار اڑایا گیا ہے میں نے کبھی بھی اپنے اکابر کو برا لفظ تک نہیں کہا اور نہ ایسا سوچا ہے میں نے تو ہمیشہ دار العلوم دیو بند کے اکابر کا دفاع کیا ہے زمانہ طالب علمی سے لیکر اب تک انکے دفاع کیلئے جتنی اذیتیں میں نے اٹھائی ہیں چکوال کے بزرگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور وہ تو اس میدان کے آدمی ہی نہیں۔ میری جس تقریر کے حوالہ سے وہ لوگ جس مکروہ مقصد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اصل میں دار الحرب اور دار الامن کے تقابل کی بات ہے۔ میں نے کہا تھا کہ پاکستان دار الامن ہے اور بھارت دار الحرب دیو بند بھی دار الحرب میں ہے اور میں دیو بند کو پاکستان کے بیت الخلاء کے برابر بھی نہیں سمجھتا اب کوئی عقل کا اندھا اس بات کو لے اڑے اور کہتا پھرے کہ عطاء المحسن نے علماء دار العلوم کو بیت الخلاء کے برابر بھی نہیں مانا تو یہ اس کے اپنے اندر کی غلاظت و دنائت ہے پھر اسی تقریر میں یہ بھی موجود ہے کہ دیو بند اصل میں دیوی بن ہے وہاں درگاہ دیوی کی پوجا ہوتی تھی اور ہوتی ہے اور غیر اہل کتاب مشرکوں کا ڈیرا اور بسیرا ہے تم اپنے آپ کو دیو بندی کہتے ہو مکی و مدنی کیوں نہیں کہتے جبکہ مکہ و مدینہ کی مدح و توصیف قرآن حکیم میں موجود ہے۔ القصہ جو شخص بھی مجھ پر یہ تہمت لگاتا اس کو پھیلاتا اور احباب کی گمراہی و افتراق کا سبب بنتا ہے میں اس کے جواب میں لعنت اللہ علی الکٰذبین پڑھتا ہوں

دوسری بات جو یاران چک والی فتنہ نے اڑار کھی ہے کہ عطاالمحسن خارجی ہے اور میرے خارجی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ان کے پاس یہ ہے کہ میں محمود احمد عباسی صاحب مرحوم کو خارجی نہیں کہتا انہیں گالیاں نہیں بکتا ان سے اظہار لاتعلقی نہیں کرتا جواباً عرض ہے کہ میں نے ۱۹۵۷ء سے لیکر آج تک الحمد اللہ محمود احمد عباسی مرحوم کی نہ تو کبھی مدح و توصیف کی نہ ہی ان کے مسلک کو پھیلایا اور اس کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار کیا اور نہ ہی انہیں خارجی جہنمی بے ایمان وغیرہ کی صفات رذیلہ سے یاد کیا یہ کاربد اور عمل شر قاضی مظہر حسین صاحب کیلئے چھوڑ دیا ہے البتہ تاریخ کے مطالعہ کیلئے عباسی صاحب مرحوم نے جو طرح ڈالی ہے میں کیا ایک زمانہ اس کا معترف ہے خصوصاً سید مودودی مرحوم کی تصنیف خلافت و ملوکیت کے جواب "حقیقت خلافت و ملوکیت" نے مجھے بہت متاثر کیا ہے ۔ خلافت و ملوکیت میں سوالات اٹھائے گئے ہیں ان کا مکمل جواب صرف اسی کتاب میں ہے حالانکہ اس کے جواب میں لکھی گئی بہت سی دوسری کتابیں بھی میں نے پڑھیں ان میں وہ جان ہی نہیں ہے اور خود قاضی صاحب نے مودودی صاحب کو جواب دیتے ہوئے جو فاسقانہ رویہ اختیار کیا ہے کوئی شریف آدمی اس باغیانہ روش کو قبول ہی نہیں کر سکتا قاضی صاحب نے دفاع معاویہ نامی کتاب کے صفحہ ۲۲ سے صفحہ ۵۶ تک سیدنا معاویہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری سیدنا عمرو بن عاص کو فاسق باغی باطل ظالم گنہگار سخت نافرمان قرآنی آیات سے بے علم (استغفراللہ) ایسے احمقانہ اور جاہلانہ الفاظ سے یاد فرمایا میں نے قاضی صاحب پر گرفت کی اور کہا کہ یہ بات اگر سید مودودی کہے تو وہ بے ایمان اور تم ایماندار؟ بس میرا یہ کہنا تھا کہ یہ چکوالی برہمن "نسبتوں" کے بیوپاری شخصیتوں کے پجاری پنجے جھاڑ کے مجھ غریب کے لتے لینے لگ گئے کوئی ان بھلے مانسوں سے پوچھے محمود احمد عباسی بے چارہ کس قطار شمار میں ہے وہ مولوی نہ پیر نہ اُسوۃُ الصُلحاء نہ کسی شیخ المشائخ کا خلیفہ مجاز نہ کسی مدرسہ کا مہتمم نہ کسی جماعت کا سربراہ اور نہ کسی مسلک کا ٹھیکیدار ہماری گرفت کو اس کے حوالۂ خارجیت کے پلڑے میں ڈالنا یہ کیا تک ہے؟ اسی کو کہتے ہیں ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ ہمارا محمود عباسی سے کیا رشتہ؟ ہمارا تو صحابہ کی غلامی کا رشتہ ہے قاضی صاحب آپ نے صحابہ کے خلاف وہ بد زبانی کی ہے جو صرف باطنی و سبائی ہی کر سکتا ہے اس کا جواب دینے اور معافی مانگنے کے بجائے آپ نے میرے خلاف گندے گھٹیا اور ابلیسی ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے تاکہ لوگ دیوبند اور محمود عباسی میں الجھ کر سیدنا معاویہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کے خلاف آپ کی ہرزہ سرائی یاوہ گوئی اور ژاژ خائی بھول جائیں اور آپ نے تقویٰ و تقدس کے لبادے میں جس دھوکے اور فریب کے کاروبار کو جاری کیا ہوا ہے ہم اس سے لوگوں کو آگاہ نہ کریں آپ کے نزدیک محمود احمد عباسی اگر بہت برا شخص ہے تو یقین فرمائیے میرے نزدیک آپ محمود احمد عباسی سے بھی برے ہیں کیونکہ علت دونوں بروں کی ایک ہے ۔

حافظ محمد یوسف سیال ایڈووکیٹ علیل ہیں
احباب صحت کی دُعا فرمائیں

مجلس احرار اسلام احمد پور شرقیہ کے مخلص کارکن جناب حافظ محمد یوسف سیال صاحب ایڈووکیٹ طویل عرصہ سے علیل ہیں ۔ گذشتہ سال ان کے گردن کا اپریشن ہوا تھا، ان دنوں وہ راولپنڈی کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہیں تمام احرار کارکن اور قارئین ان کی صحت کے لئے خصوصی دعا فرمائیں ! اجتماعات جمعہ وعیدین میں دعاءِ صحت کا خصوصی اہتمام

شاہ بلیغ الدین

قسطنطنیہ کا پہلا لشکر.... ایک تاریخی جائزہ

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔ نساء ۱۱۲

جس نے گناہ خود کیا اور اسے دوسروں کے سر تھوپ دیا وہ بہتان تراشی اور بڑا گناہ گار ہے۔

قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر کے بارے میں صحیح بخاری کی کتاب التہجد باب صلاۃ النوافل سے محمود بن ربیع کی حدیث کا اقتباس نفس مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ کتاب الجہاد میں تین جگہ اور امام بخاری نے اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن سردار لشکر کی تشریح اسی اقتباس میں ہے

"قال محمود بن ربيع فحدثتها قوم فيهم ابوايوب الانصاری صاحب رسول الله صلی الله عليه وسلم في غزوته التي توفي فيها ويزيد بن معاوية عليهم بارض الروم"

مطلب ہے کہ محمود بن ربیع نے کہا کہ میں نے یہ حدیث کچھ لوگوں سے بیان کی جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوایوب انصاریؓ بھی شامل تھے جنہوں نے ارض روم کے جہاد میں جس کے سربراہ یزید بن معاویہ تھے انتقال کیا۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب الامارۃ باب فضل الغزوہ فی البحر میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں خوابوں کی تفصیل دی ہے جو قبرص اور مدینۂ قیصر سے متعلق ہیں حضرت ام حرامؓ جنہوں نے سب سے پہلے مغفرت کی بشارتیں سنیں اور قبرص کے جہاد میں شہید ہوئیں حضرت انس بن مالکؓ مالک کی خالہ تھیں۔ یہ روایت مؤطا، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ کے باب جہاد میں بھی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ بعض لوگوں نے امام بخاری کی مندرجہ بالا حدیث نہ دیکھی ہو ورنہ وہ واقدی کے حوالے سے جو موضوعات کا راوی ہے استدلال نہ کرتے۔ صحیح بخاری پر اجماع امت ہے اور واقدی کا یہ حال ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس کی تمام تصانیف جھوٹ کا انبار ہیں۔ حافظ ذہبی کا کہنا ہے کہ تمام محدثین نے واقدی کی روایتوں کو ترک کر دیا۔

ابن الندیم نے لکھا ہے (الفہرست۔ مقالہ سوم۔ فن اوّل) کہ واقدی شیعہ تھا اور تقیہ کا پابند تھا۔ شبلی نے لکھا ہے (سیرت النبیؐ جلد ا صفحہ ۲۲) کہ واقدی کی لغو بیانی مسلّمہ عام ہے۔ علامہ تمنا عمادی لکھتے ہیں کہ جس طرح سخاوت میں حاتم، پہلوانی میں رستم مشہور ہے اسی طرح دروغ بافی میں واقدی مشہور ہے۔

حدیث مغفور کا تذکرہ ناموں کی تشریح کے ساتھ محدثین، شارحین، مؤرخین اور محققین کے پاس موجود ہے۔ چند حوالے پیش ہیں۔

۱: ابومحمد عبداللہ۔ سنن دارمی۔ جلد دوم صفحہ ۲۱۰ مطبوعہ مدینہ منورہ
۲: خلیفہ بن خیاط۔ کتاب التاریخ۔ جلد اول صفحہ ۱۹۶
۳: احمد بن عبد ربہ۔ عقد الفرید۔ جلد دوم صفحہ ۳۰۱ مطبع عامرہ قاہرہ
۴: طبقات ابن سعد۔ جلد چہارم۔ حالات ابوایوب انصاری (مہاجرین و انصار، اردو ترجمہ صفحہ ۶۲)
۵: ابن قتیبہ۔ المعارف۔ صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۹۶۰ء (ابوایوب انصاری (شکریہ احسان)
۶: طبری۔ تاریخ۔ جلد چہارم مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۹۳۹ء (اردو ترجمہ طباطبائی جلد دوم حصہ ا صفحہ ۶۶)
۷: ابن اثیر۔ اسد الغابہ۔ جلد دوم صفحہ ۸۱ بضمن ابوایوب انصاری
۸: ابن اثیر۔ تاریخ۔ جلد سوم، واقعات سنہ ۴۹ھ بنو امیہ (اردو۔ حصہ اول صفحہ ۵۷)
۹: ابن جوزی۔ صفۃ الصفوہ جلد اول صفحہ ۱۸۷ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن
۱۰: امام ابن تیمیہ۔ منہاج السنۃ۔ جلد دوم صفحہ ۲۵۲
۱۱: ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ۔ جلد ششم صفحہ ۲۲۳، جلد ہشتم صفحہ ۲۲۹
۱۲: ابن خلدون۔ تاریخ۔ جلد سوم واقعات سنہ ۴۹ھ
۱۳: ذہبی۔ سیر اعلام النبلاء، جلد دوم صفحہ ۲۹۰ تا صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ قاہرہ
۱۴: حاکم۔ مستدرک۔ جلد سوم بحوالہ ابن سیرین صفحہ ۴۵۸ دائرۃ معارف سنہ ۱۳۴۱ھ
۱۵: ابن عبدالبر۔ استیعاب۔ جلد دوم صفحہ ۲۶۰ تا صفحہ ۲۶۵ بحوالہ ابوایوب انصاری
۱۶: ابن حجر عسقلانی۔ فتح الباری۔ جلد ہفتم صفحہ ۴۸ بحوالہ قبرص کی مہم
۱۷: ابن حجر عسقلانی۔ فتح الباری۔ جلد اول صفحہ ۴۰۵ مطبوعہ قاہرہ۔ بحوالہ ابوایوب
۱۸: قسطلانی۔ ارشاد الساری۔ کتاب الجہاد۔ قتال الروم تشریح مدینۂ قیصر
۱۹: حافظ عینی۔ عمدۃ القاری۔ جلد سوم، روایت محمود بن ربیع۔

۲۰ : شیخ ولی الدین - مشکوٰۃ - اکمال فی اسماء الرجال - حوالہ ابو ایوب انصاری

۲۱ : یوسف بن تغری بردی - النجوم الزاہرہ - جلد اول ص ۱۳۵

۲۲ : محب الدین الخطیب - المنتقیٰ - حاشیہ اردو ترجمہ ص ۴۱۳ ادارہ احیاء السنۃ گوجرانوالہ

۲۳ : سپہر کاشانی - تاریخ التواریخ - جلد دوم ص ۶۶ واقعہ تدفین ابو ایوب انصاری ،

۲۴ : نصولی - امیر معاویہ - ص ۶۱ ترجمہ صارم مکتبہ جدید لاہور

۲۵ : علامہ وحید الزمان - تیسیر الباری جلد اول ص ۶۹۷ حاشیہ ۱

۲۶ : علامہ وحید الزمان - تیسیر الباری، جلد سوم ص ۱۲۸ حاشیہ ۱ سطر ۱ قتال الروم

۲۷ : علامہ حسین احمد مدنی - مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول ص ۲۰۵

۲۸ : سید سلیمان ندوی - سیرۃ النبیؐ - جلد سوم - بحر روم کی لڑائیاں ص ۶۳۷ مطبع معارف سنہ ۱۹۲۸ء

۲۹ : (تاریخ یعقوبی) تاریخ الاسلام لیعقوبی - نصرانیوں سے جہاد ص ۲۷۷ اردو ترجمہ مولانا عبداللہ العمادی حیدرآباد دکن -

۳۰ : پروفیسر اسلم جیراجپوری، تاریخ الامت حصہ سوم ص ۳۱ - جامعہ ملیہ دہلی

۳۱ : علامہ تمنا عمادی - القصیدۃ الزہرا ص ۲۸۹ حاشیہ مکتبہ محمود کراچی

۳۲ : اکبر شاہ خان - تاریخ الاسلام - جلد دوم ص ۳۴

۳۳ : پروفیسر سعید انصاری - سیر الانصار - جلد اول ص ۱۱۴

۳۴ : مولانا یوسف بنوری - مقدمات بنوریہ - خلافت و ملوکیت (تاریخی و شرعی حیثیت) ص ۱۲ (مقدمہ)

۳۵ : مولانا وحید الزماں - مؤطا امام مالک - اردو ترجمہ کتاب الجہاد ص ۱۶۵ نمبر ۲

۳۶ : مفتی محمد شفیع - فتویٰ - مغفور لہم - مورخہ ۱۵ محرم سنہ ۱۳۸۵ھ

۳۷ : مولانا عبدالقدوس ہاشمی - تقویم تاریخی - ص ۱۳ مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی

۳۸ : شاہ معین الدین ندوی - تاریخ اسلام جلد اول ص ۳۳۶ قسطنطنیہ پر حملہ

۳۹ : مولانا مسعود احمد - تاریخ الاسلام والمسلمین ص ۴۸۱، ص ۴۹۳ - جماعت المسلمین کراچی

۴۰ : ایڈورڈ گبن - زوال و سقوط شہنشاہیت روما جلد ششم ص ۳، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سنہ ۱۹۰۷ء

۴۱ : پروفیسر حتی - تاریخ عرب - باب ۱۸ - رومیوں سے جنگی تعلقات -

۴۲ : ہیرلڈ لیمب - قسطنطنیہ - ص ۱۳۶، ص ۱۳۸ - ترجمہ غلام رسول مہر لاہور

۴۳ : دانش گاہ پنجاب ۔ دائرۃ المعارف ۔ جلد اول صفحہ ۴۳، ۔ کالم ۲

۴۴ : دانش گاہ پنجاب ۔ دائرۃ المعارف جلد دوم صفحہ ۵۴۴، حوالہ استنبول

سنہ ۳۲ھ میں امیر معاویہؓ بقول ابن کثیر تنگنائے تک پہنچے تھے ۔ اس سے آگے قسطنطنیہ تک بڑھ سکے ۔ ابن خلدون نے واقدی کے حوالے سے لکھا کہ بسر بن ارطاۃ قسطنطنیہ تک جا پہنچے ۔ یہ نہیں لکھا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کیا ۔ یہ دونوں حوالے بتاتے ہیں کہ بسر کی پہنچ قسطنطنیہ تک نہیں ہوئی (دائرۃ المعارف جلد دوم صفحہ ۵۴۴) چند ہی جملوں کے بعد ابن خلدون کے یہ الفاظ ہیں کہ یزید بن معاویہؓ کے لشکر نے میدان جنگ میں پہنچ کر تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کی ۔ رومیوں سے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے ان سے معرکہ آرائی ہوئی ۔ سیدنا حضرت عثمان رضؓ کے دور سے بحیرۂ روم اور بلاد روم میں جو لڑائیاں شروع ہوئیں وہ کوئی بیس برس تک چلتی رہیں ۔

یزید بن معاویہؓ نے اس خطے میں چار سال جہاد کیا اور وہی سب سے پہلے قسطنطنیہ پہنچے ۔ اس جہاد میں حضرت حسین رضؓ بھی شریک تھے (امیر علی ۔ تاریخ اہل عرب صفحہ ۸۴ لیکمن اینڈ کمپنی لندن سنہ ۱۸۹۹ء) حضرت ابوایوبؓ، حضرت حسین رضؓ، حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ، حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ اور دیگر اکابرین نے اس جہاد میں صرف اس لئے حصہ لیا کہ مدینۂ قیصر پر یہ پہلا حملہ تھا جس کے لئے مغفرت کی بشارت تھی ۔ بلاد روم کی اور کسی لڑائی میں ان اکابرین نے یوں مل کر حصہ نہیں لیا ۔ اس سے بڑھ کر کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں ۔ بعض مقالہ نگار جن کو خود بھی اپنے استدلال کی صحت پر اعتماد نہیں، واقدی کے حوالے سے قاری کو الجھن میں ڈالنے کے لئے بات کا رخ ذوق جہاد کی طرف پھیرتے ہیں اور ایک رباعی کا سہارا لیتے ہیں ۔ جس کا نہ محدثین کے پاس کوئی ذکر ہے نہ ابتدائی مؤرخین کے پاس ۔ اس رباعی کا مطلب کچھ یوں ہے کہ کہاں داد عشرت کے بجائے میں داد شجاعت دینے لگلوں، اس میں جن خاتون کا ذکر ہے وہ امیر یزید کی بیوی ہیں ۔ رباعی کے مستند ہونے کا نہ کوئی ادبی حوالہ ہے نہ ابتدائی مآخذوں میں کوئی تاریخی حوالہ ہے ۔ لطف کی بات یہ کہ سنہ ۵۰ھ میں سفیان بن عوف کے جس معرکے کا حوالہ دیا جا رہا ہے اسی سال قسطنطنیہ پر امیر یزید نے حملہ کیا ہے (ابن خلدون اور ابن اثیر) طبری نے قسطنطنیہ پر حملہ سنہ ۴۹ھ کے واقعات میں لکھا ہے یعنی انکار جہاد والی رباعی سے پہلے ہی امیر یزید میدان جہاد میں مصروف تھے اور وہاں طبری نے لشکر کی تباہی اور رباعی کا کہیں ذکر نہیں کیا ۔ بلاد روم میں ابن عوف کے لشکر کی تباہی کا واقعہ معتبر نہیں، نہ فن روایت کی رو سے ۔ یہ من گھڑت رباعی تاریخی حقائق پر اثر انداز ہو سکتی ہے ابن تیمیہ جو ابن خلدون سے کوئی سو برس پہلے کی ممتاز شخصیت ہیں، لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضؓ کی طرح یزید بن معاویہؓ نے بھی مغفرت کی بشارت کی وجہ سے اس جہاد میں حصہ لیا ۔ اسی جہاد میں انہیں فتی العرب، عربوں کے

سور ماؐ کا لقب ملا۔ شیعہ مؤرخ سپہر کاشانی نے بھی جس کا حوالہ اوپر موجود ہے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے، اور تدفین ابو ایوب رضؓ کے سلسلہ میں سالار لشکر کے بے درنگ حملے کا ذکر کیا ہے کہ جب فصیل کے دروازے پر پہنچ گئے سالارِ لشکر امیر یزید نے رومیوں کو متنبہ کیا کہ وہ صحابی رسولؐ کی قبر کی بے حرمتی کریں گے تو تمام بلادِ اسلامیہ میں ناقوس نہ بجے گا۔" زنجیروں میں بندھا ہوا عیش پرستؒ کہاں جنگ کی بھٹی میں کودتا ہے اور یوں دڑاتا ہوا دشمنوں کے تیروں کی بوچھاڑ میں ان کے سروں پر پہنچ جاتا ہے۔ زبانِ نبوت سے جن ہستیوں کو "مغفور لہم" کا مژدہ سنایا گیا اُن کے بارے میں رائے دینے والوں کو فتح مکہ سے متعلق حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے واقعے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے بخشا ان کی پرسش کرنے والے ہم کون ؟ قبرص کی مہم اور قسطنطنیہ کے جہاد کے بارے میں بشارت ایک خواب کی بنا پر دی گئی۔ یہ روایت تواتر سے ثابت ہے اور محدثین و مؤرخین میں کوئی ایک بھی نہیں جس نے اس سے انکار کیا ہو۔ یہ خواب اور مغفرت کا یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ابوقتادہ کی روایت کے مطابق ابن خلدون نے اپنے مقدمے میں لکھا ہے کہ الرؤیا من اللہ۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ حضرت یوسفؑ اور سرورِ کائناتؐ کے خوابوں کا ذکر ہے (الصّٰفّٰت، یوسف، الفتح)۔ حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحیٔ ربانی کا آغاز بھی الرؤیا الصادقۃ فی النوم سوتے میں سچے خوابوں کے دیکھنے سے ہوا۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے الفاظ میں (مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۳۱ اردو) نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔ واقدی، ابومخنف اور ان جیسے نامعتبر مؤرخین کا سہارا لے کر اللہ تعالیٰ کے علم پر حرف گیری کہ وہ علیم و خبیر کسی فردِ بشر کے ابتدائی اور آخری اعمال کو نہیں جانتا نظریہ بداء کی حمایت اور "عجیب و غریب" جسارت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بے اعتمادی کا اظہار صرف اس لئے کہ کسی کو مطعون کرنے کا بہانہ ہاتھ آئے "عجیب و غریب" ذہنی کیفیت ہے۔ امام غزالی نے اپنے فتویٰ میں جن باتوں کا تجزیہ کیا ہے اگر ان پر غور کرنے کی توفیق ہو تو شاید کوئی اشکال باقی نہ رہے۔ (دیکھئے احیاء العلوم جلد سوم صفحہ ۲۴۴ دارالاشاعت کراچی) یہ بات سوچنے کی ہے کہ کیا ہما شما، شیخ الصحابہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابو واقد لیثیؓ، حضرت محمد بن علی المعروف بہ ابن حنفیہ، حضرت زین العابدین امام احمد بن حنبل، خلیفۂ راشد عمر بن عبدالعزیز جو امیر یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنے تھے امام ابن تیمیہ، ابن کثیر، حافظ عبدالغنی مقدسی، ابوبکر ابن العربی، ملا علی قاری اور دیگر اکابرینِ امت کے بیانات اور محدثین کی روایات کو حرفِ غلط کی طرح مسترد کر سکتے ہیں؟ شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق صدیقی ندوی نے "جواب شافی" میں صحیح لکھا ہے کہ ــــــ "بعض

بزرگانِ امت مخلص اور حق پسند تھے اگر تحقیق فرماتے تو وہی کہتے جو میں کہتا ہوں لیکن اہم تر دینی خدمات میں مصروفیت کی وجہ سے ان حضرات کو اس تاریخی مسئلہ کی تحقیق کی فرصت نہ ملی۔ انہوں نے دورِ عباسی کے ان علماء کی رائے پر اعتماد کیا جنہوں نے شیعی ابلاغ عامہ اور طبری اور مسعودی وغیرہ شیعی مؤرخین کی من گھڑت روایتوں اور غلط بیانیوں سے متأثر ہو کر امیر یزید مرحوم و مغفور کو فاسق و فاجر لکھ دیا تھا۔ اس لئے درحقیقت غلطی کی ذمہ داری ان بزرگوں پر نہیں ہے ...... بلکہ ان کے پہلے علمائے مذکور پر ہے جنہوں نے شیعی مکذوبات پر اعتماد کیا تھے جو حوالے مدینۂ قیصر پر حملے کے بارے میں درج کئے گئے ان میں ایک سے ایک بڑھ کر مستند شخصیت ہے پھر ان صحابۂ کرام کے بارے میں کیا رائے رکھی جائے جن میں بدری اور بیعتِ رضوان کے شرکاء بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے مدینۂ قیصر پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر کے سپہ سالار کے ہاتھ پر بیعت کی، ان کی بیعتِ ولی عہدی میں تو (جو سنہ ۵۰ھ میں ہوئی) عشرہ مبشرہ میں سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت سعد ابن زیدؓ نے بھی شرکت کی اس وقت امہات المؤمنین بشمول حضرت سیدہ عائشہؓ یا بنج زندہ تھیں اصحابِ بدر میں حضرت عتبانؓ بن مالکؓ (سنہ ۵۱ھ) حضرت حارثہ بن نعمان (سنہ ۵۲ھ) حضرت ارقم بن ارقمؓ (سنہ ۵۵ھ) مالک بن ربیعہؓ (سنہ ۶۰ھ) جابر بن عتیک انصاریؓ سنہ ۶۱ھ اور دیگر صحابۂ کرام جن کے ناموں کی طویل فہرست ہے شامل تھے۔ صحابۂ کرام کا عمل ہمارے لئے حجت ہے تاویلات سے حقائق نہیں چھپائے جا سکتے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ مسلمانوں کا امیر حج بنایا اس کے بارے میں اگر فسق و فجور کو تسلیم کیا جائے تو پھر اِن صحابۂ کرام کے صدق و صفا کا کیا حال ہوگا۔ قرآن نے ان کے کردار کی گواہی دی اسے بھی ہم بھول جاتے ہیں۔ ابن کثیر اور ملا علی قاری نے یونہی نہیں لکھ دیا کہ امیر یزید کے فسق و فجور کی تمام روائتیں گھڑی ہوئی تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پھوپھا حضرت حسینؓ ان کے خالو اور زینب بنت علیؓ ان کی خوشدامن تھیں امام غزالی کے فتوے کے مطابق حضرت حسینؓ سے نہ ان کی لڑائی ہوئی نہ انہوں نے ان کے قتل کا حکم دیا بلکہ بقول تمام مستند مؤرخین بشمول طبری حضرت حسینؓ تو کوفہ سے دمشق اس لئے جا رہے تھے کہ بیعت کر کے اختلاف کو ختم کریں۔

سورۂ حجرات میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں اللہ کہتا ہے کہ:۔

"لیکن اللہ نے تم (صحابہ) کو ایمان کی محبت دی اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا، اور کفر، فسق اور عصیان سے تمہیں نفرت دے دی"

قرآن و حدیث کی شہادتیں جن کے لئے کافی نہیں تو کیا ان کے قلوب اور آنکھوں پر مُہر نہیں؟

ابن خلدون اپنے مقدمے میں صاف لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ اپنے بیٹے کی ولی عہدی کا کبھی اعلان نہ کرتے اگر جانتے کہ وہ فاسق و فاجر ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ ایک صحابی کے بارے میں بدظنی سے اللہ کی پناہ! جیسا کہ

(بقیہ صہ ۱۵ پر)

پروفیسر عاصی کرنالی

منقبت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

سخن سرا ہوئے عاصی کو اک زمانہ ہوا ،
تری جناب میں آنے کا حوصلہ نہ ہوا

قلم میں دم ہی نہ تھا ، فکر میں سکت ہی نہ تھی
زباں کو جرأتِ اقرائے منقبت ہی نہ تھی

ہوا خیال کو جب ذوقِ آسماں گردی
تیرے جلال نے پرواز منقطع کر دی

کوئی سخن جو گرفتِ شعور میں آتا ،
تو مدح کہہ کے ہیں تیرے حضور میں آتا

تری صفات کو پہچان لوں تو مدح کہوں
یقیں جاننے کی طرح جان لوں تو مدح کہوں

تو آفتاب ، تیری وسعتوں میں کیا ہوں میں
اک ازدحامِ تجلی میں گھر گیا ہوں میں

تو وہ عمرؓ کہ خدا کی رضا ترا اسلام
محمدِ عربی کی دعا ترا اسلام ،

بہن کے گھر کیا حالات نے روانہ تجھے
اڑا کے لے گئی توفیقِ غائبانہ تجھے

تجھے سلامتیٔ طبع کی یہ داد ملی ،
کہاں کا رخ تھا ، کدھر منزلِ مراد ملی

نشاط و وجد میں گم ، بے خودی میں تیغ بکف
چلا بہ جانِ تپاں چارہ سازِ جاں کی طرف

"عمرؓ ! جو آئے ہو اس طرح کیا ارادہ ہے؟"
"حضور ! لطف ، کہ آغوشِ دل کشادہ ہے"

دلم حریمِ وفا ، جانم آستانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

مرا شمار بھی ہو جائے حق شعاروں میں
غلام آج سے شامل ہے جاں نثاروں میں"

خدا نے دستِ مشیت میں لے لیا تجھ کو
نبی نے دامنِ رحمت میں لے لیا تجھ کو

جدائی حق و باطل بس اک نظر میں ہوئی
تیرے جلال سے تفریقِ خیر و شر میں ہوئی

جو تو نے حلِ مسائل میں اجتہاد کیا
رسولِ حق نے ترے مشورے پہ صاد کیا

یہ شانِ علم تجھے قربِ مصطفٰے سے ملی
کہ تیری رائے کو تائیدِ کبریا سے ملی

اذانِ عشق جو صوتِ بلال میں گونجی
وہ پہلے تیری فضائے خیال میں گونجی

وفاتِ احمدِ مرسل پہ اضطراب ترا
وفورِ گریہ ترا ، دیدۂ پُرآب ترا

سخن تھا حضرتِ صدیق کا حکیمانہ ،
ترا خطاب ، ترا قول ، جذبِ مستانہ ،

"یہ مت کہو کہ نبی نے وفات پائی ہے"
یہ بولتا ہوا زخمِ غمِ جدائی ہے

تو ذوق و شوق کی کن منزلوں کا راہی تھا ،
کہ حرف حرف ترے جذب کی گواہی تھا

ہو دل میں درد کا طوفاں تو ضبط مشکل ہے
فراقِ دوست کی منزل عجیب منزل ہے

ترا زمانِ خلافت بھی کیا زمانہ تھا
چمن چمن تری ملت کا آشیانہ تھا

چمن میں غنچۂ تہذیب تیرے دم سے کھلا
تمدنِ بشری کو عروج تجھ سے ملا

فقہ، حدیث، شریعت، قرأت و تفسیر
نظر، تفکر فی الدیں، درایت و تدبیر

روایت و سند و اجتہاد و ردّ و قبول
کلام و فلسفہ و منطق و فروع و اصول

قواعد و ادب و شعر و حکمتِ اشیاء
فصاحتِ کلمات و بلاغتِ انشاء

رواجِ دینِ منور، فروغِ شرعِ مبیں
نفاذِ حکمتِ قرآں، تحفظِ آئیں،

اصولِ سلطنت اخلاق عدل و الاحساں
نظامِ مملکت، آدابِ حرب و صلح و اماں

ہزار حلقۂ زندگی میں ربط و نظام
ہزار شعبۂ تہذیبِ آفریں کا قیام

تری نگاہِ بصیرت کا نور سب میں ہے
نبی کے بعد عمرؓ کا ظہور سب میں ہے

تری کمندِ ظفرمند جب دراز ہوئی
خدا کی ساری زمین داخلِ حجاز ہوئی

فضائے مشرق و مغرب حدِ جنوب و شمال
ہر آسماں پہ اڑا اپنا پرچمِ اقبال

خدا کو فکر و نظر میں بسا دیا تو نے
تمام دہر کو مسجد بنا دیا تو نے

تمام دشت و جبل، کشت و باغ اپنے تھے
جس انجمن میں تھے روشن چراغ اپنے تھے

شریعتِ نبوی ملک ملک جاری تھی،
جدھر نگاہ کریں سلطنت ہماری تھی،

تری نظر سے دلوں کی کشود آج بھی ہے
ہماری فکر میں تیری نمود آج بھی ہے

شکوہِ نعرۂ تکبیر تجھ سے باقی ہے
ہماری شوکتِ تقدیر تجھ سے باقی ہے

غبارِ راہِ سفر، گردِ کارواں ہوتے
تیرا جلال نہ ہوتا تو ہم کہاں ہوتے

مولانا ابو الحسن علی ندوی

ترکی کی مجاہد ملّتِ اسلامی

حضرت ابو ایوب انصاریؓ عہدِ نبویؐ کے کئی اہم معرکوں میں شریک ہوئے

خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد مغربی استعمار نے جدید ترکی کو اسلام سے دور کرنے اور ان کے تمدنی تشخص کو مسخ کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن اللہ کا شکر ہے کہ وہ ترک قوم کے دل سے اسلام کے ساتھ وابستگی کا جذبہ ختم کرنے میں ناکام رہے۔ مولانا ابو الحسن ندوی نے اگست ۱۹۸۹ء میں استنبول کے ایک نواحی محلے کی وسیع مسجد میں دعوتِ دین کا کام کرنے والے ترکوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ترکوں کے شاندار ماضی پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ حال اور مستقبل میں انہیں درپیش خطرات اور اندیشوں سے بھی آگاہ کیا۔ یہ تقریر اب فاضل مقرر کی نظر ثانی کے بعد تاریخی حوالوں کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ اس میں صرف ترکوں کے لئے ہی نہیں ہمارے لئے بھی عبرت و رہنمائی کا سامان موجود ہے۔

میرے لئے بڑی مسرت اور عزت کی بات ہے کہ میں فاتحین اور شہداء کے شہر میں ہوں، حرمین شریفین کی زیارت کے بعد میری سب سے بڑی آرزو شام و ترکی کو دیکھنے کی تھی، اللہ تعالیٰ نے کئی بار مجھے اس کا موقعہ عطا فرمایا، اس ملک کے لئے سب سے بڑے شرف کی بات یہ ہے کہ اسے میزبان رسولؐ (اور عصر حاضر کے عظیم سیرت نگار نبوی، علامہ شبلی نعمانی کے الفاظ میں "میزبان عالم کے میزبان") سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کی آرام گاہ ہونے کا فخر حاصل ہے، یہ میزبانی اتنا بڑا شرف تھا کہ یہی تنہا ان کی عزت و جلالتِ شان کے لئے کافی ہو سکتا تھا، اس کے بعد صرف فرائض و واجبات کی ادائیگی کافی ہوتی، لیکن آپ کی ہمت بلند نے (جو صحبت نبوی اور قرب خاص کا ثمرہ تھا) اس پر قناعت نہیں کی، آپ عہد نبوی کے تقریباً تمام اہم غزوات اور خلفائے راشدین کے زمانہ کی اہم بری اور بعض بحری جنگوں میں شریک ہوئے، اور یہ روح جہاد مرتے دم تک باقی رہی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قسطنطنیہ فتح کرنے کے لئے مہم بھیجی گئی، تو آپ اس مہم میں شریک ہوئے، اس وقت آپ کی عمر شریف پچھتر (۷۵) سال کے قریب تھی، اس وقت قسطنطنیہ کے فتح کی نوبت نہیں آئی، آپ اسی حالتِ حصار میں بیمار ہوئے، مسلمانوں کے لشکر کی فرودگاہ میں جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا، تو امیر جیش (یزید) عیادت کے لئے آئے، اور آپ سے دریافت کیا کہ ما حاجتک؟ (آپ کی کیا خواہش ہے؟) آپ نے جواب میں فرمایا ——

—— "حاجتی اذا انا متُّ فارکب ثم اسع فی ارض العدّو و ما وجدت مساغا فادفنّی ثم ارجع"۔

(میرے دل کا تقاضہ اور خواہش یہ ہے کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے گھوڑے پر سوار کرکے لے جایا جائے اور دشمن کی سرزمین پر جتنی دور لے جایا جا سکے لے جایا جائے، پھر اگر اس کے آگے جانے کا موقعہ نہ ہو تو مجھے وہیں دفن کردیا جائے، اور واپس آجایا جائے)۔

چنانچہ آپ کو موجودہ شہر قسطنطنیہ کی فصیل کے سامنے دفن کردیا گیا۔

مورخین کا اس سنہ کے تعین اور اس کے امیر و قائد کے بارے میں قدرے اختلاف ہے، ۴۸ھ سے لے کر ۵۵ھ تک کی روایات ملتی ہیں، یہ ہو سکتا ہے کہ یہ ابتدا و انتہا کی مدت ہو، اس لئے کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ چار سال تک قسطنطنیہ کے حملوں میں شریک رہے، اسی بنا پر سال وفات میں بھی اختلاف ہے جو ۵۲ھ سے لے کر ۵۵ھ تک نقل کیا گیا ہے، (ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ابن عساکر، ابن سعد وغیرہ) امیر و قائد لشکر کے بارے میں بھی تھوڑا سا اختلاف ہے، لیکن مشہور قول یزید بن امیر معاویہؓ کے امیر جیش ہونے کا ہے۔

یہ بات پورے ملک کی آبادی کے لئے عزت و افتخار کی بات ہے کہ اس کو میزبان رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے، لیکن اسی کے ساتھ بڑی ذمہ داری اور امتحان کی بھی، جس شہر کے دروازہ پر میزبان رسول کی قبر مبارک ہو، اس شہر کے اندر کفر و الحاد اور فسق و فجور کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

اس شہر قسطنطنیہ (اور موجودہ عرف و رواج کے مطابق استنبول) کے لئے دوسرے شرف و امتیاز کی بات یہ ہے کہ تنہا اس شہر و دار السلطنت کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نام لے کر فتح کی پیشین گوئی فرمائی اور اس کی بشارت دی' اور اس کے امیر لشکر اور لشکر کی تعریف کی۔ حدیث ہے۔ —— "لتفتحنّ القسطنطنية' فلنعم الامير اميرها ولنعم الجيش ذالک الجيش" ——

(تم ضرور قسطنطنیہ فتح کرو گے' اس مہم کا امیر بہترین امیر ہے' اور یہ لشکر بہترین لشکر)۔

قسطنطنیہ عہد نبوی میں اور اس کے عرصہ بعد تک قیاصرہ کی عظیم الشان سلطنت رومۃ الکبری (The Great Roman Empire) کی جانشین مشرقی شاخ بازنطینیہ —— (Byzantine Empire) کا دار السلطنت تھا' جس کی مملکت اور نو آبادیات (ماتحت صوبوں) میں شام' فلسطین' مصر و حبشہ وغیرہ مشرقی ممالک بھی تھے' اسی کے حکمراں شہنشاہ ہرقل اول (Heraclius the First) کے نام وہ فرمان نبوی گیا تھا' اور اس کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی' جس کا ذکر احادیث و سیَر کی مستند کتابوں میں آتا ہے' اور جس پر اس کا ابو سفیان کے ساتھ (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) مفصل مکالمہ ہوا' اس نے اپنی معلومات کے لئے کچھ سوالات کئے اور ابو سفیان نے ان کا صحیح جواب دیا' صحیح بخاری کی کتاب الوحی میں اس کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔

اسی بازنطینی سلطنت کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں جنگیں ہوئیں' جن کے نتیجہ میں پورا ملکِ شام اور مصر و حبشہ فتح ہو کر اسلامی سلطنت اور خلافتِ راشدہ کے قلمرو میں شامل ہوئے' بعد کی صدیوں میں بازنطینہ کی وسعت و قوت بہت گھٹ گئی' لیکن اس حالت میں بھی اس کے دار السلطنت قسطنطنیہ (استنبول) کا وجود بجائے خود نہایت اہم تھا' اس سے مسیحی یورپ اور ایشیا' بلکہ پوری مسیحی دنیا کی عزت و آبرو قائم اور اس کو اس کے دینی و سیاسی مرکز ہونے کی حیثیت حاصل تھی' مسیحیت کے قصر سلطنت کی یہ پہلی اور آخری اینٹ اپنی جگہ قائم تھی' عربوں اور مسلمان فاتحین نے گیارہ بار اس کو فتح کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے' اللہ تعالےٰ نے یہ بے نظیر اور قابل صد فخر و موجب ہزار شکر سعادت و عزت جواں سال عثمانی سلطان محمد الثانی الفاتح ابن مراد الثانی (۸۳۳ھ - ۸۸۶ھ ۱۴۲۹ء - ۱۴۸۱ء) کے حصہ میں رکھی تھی' انتظامی' سیاسی و حربی مصالح و ضروریات کے علاوہ جن کا تقاضہ تھا کہ ایشیائے کوچک اور یورپ میں نوزائیدہ عثمانی سلطنت کے بقا و استحکام کے لئے قسطنطنیہ کو عثمانی سلطنت کے زیر نگیں لایا جائے کہ وہ اس کا فوجی اور سیاسی لحاظ سے موزوں ترین اور ضروری حد تک دار السلطنت بن سکتا ہے' بلکہ نپولین کے بقول "اگر دنیا کبھی ایک متحدہ سلطنت کی حیثیت اختیار کرلے گی' تو قسطنطنیہ اس کا (اپنی قدرتی قلعہ بندی اور جائے وقوع کی بناء پر) بہترین دار السلطنت ہوگا"۔ سلطان محمد کے لئے جس کی عمر ابھی تئیس چوبیس سال ہی کی تھی قسطنطنیہ فتح کرنے کا سب سے بڑا محرک اور قلبی و ایمانی داعیہ (جو بعض اوقات سیاسی مصالح و منافع پر بھی فوقیت رکھتا ہے) اُس بشارت اور پیشین گوئی کا مصداق بننا تھا' جس میں کہا گیا تھا کہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے والے لشکر کا امیر بہترین امیر ہوگا' اور وہ لشکر بہترین لشکر ہوگا' اس نے ۱۱ ربیع الثانی ۸۵۷ھ' (اپریل ۱۴۵۳ء) میں قسطنطنیہ پر اپنے اس وقت کے دار السلطنت ادرنہ (اڈریہ نوبل) سے چل کر حملہ کیا اور اس کے لئے وہ پوری حربی و انتظامی تیاری کی جو اتنی بڑی حربی مہم کے لئے کرنی چاہئے تھی' اور اس وقت کے جدید ترین آلات حربی استعمال کئے' اور خاص طور پر سب سے بڑی دور مار اور طاقت ور توپ جو اس وقت تک ایجاد ہوئی تھی' اور یہی قرآن مجید کی تعلیم اور ایک حقیقت پسند اور تجربہ کار مجاہد کا شیوہ ہے

"اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلہ کے) لئے مستعد رہو" - (سورۃ الانفال - ۶۰

محمد الثانی کے اس دینی جذبہ 'بشارت نبویؐ پر اعتماد اور اس کا مصداق بننے کے شوق کا اندازہ 'اس کے طرز عمل اور جذبات سے ہوتا ہے جو اس جنگ میں ظاہر ہوئے -)

مورخ لکھتا ہے کہ

"فاتح اپنے خیمہ میں آیا فوج کے سپہ سالاروں اور لشکر کو جمع کیا اور ایک تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر قسطنطنیہ کی فتح نے ہمارے ہاتھوں تکمیل پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی ' آپ کے ایک معجزہ کا ظہور ہوگا ' اور ہمارے حصہ میں یہ عزت و شرف آئے گا ' ہمارے فرزندوں (اہل لشکر) کو فرداً فرداً یہ سنا دیجئے ' اور تاکید کیجئے کہ شریعت غراء کی تعلیمات کو ہر شخص مد نظر رکھے ' اور کوئی کارروائی اس کے خلاف نہ ہو ' گرجوں اور عبادت گاہوں کے ساتھ کوئی اہانت آمیز سلوک نہ ہو ' پادریوں ' کمزوروں اور معذور لوگوں سے جو جنگ نہیں کر رہے ہیں ' تعرض نہ کیا جائے" -

میں نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے (جو عرصہ تک مالٹا میں ترک اسیرانِ جنگ کے ساتھ رہے تھے ' اور ان سے بہت سی باتیں سنی تھیں) یہ سنا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے وقت اس کو خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قسطنطنیہ کے فتح کی بشارت دی ' لوگوں نے جب سنا تو اس کو مبارک باد دی ' اس نے کہا کہ نہیں ' میرا دل تو اس وقت خوش ہوگا جب مجھ کو اپنے رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے بشارت ملے گی ' اگلے دن اس کو خواب میں زیارت ہوئی اور یہ مژدہ اس نے آپ کی زبان مبارک سے سنا ' اس وقت وہ مسرور و مطمئن ہوا -

محمد فاتح جب قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخل ہوا اور اس نے وہاں کے تاریخی اور مقدس مرکز طوپ قاپو سی (Top Kopi) پر ترکی جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھا تو اپنے گھوڑے سے اتر آیا ' زمین پر سر رکھ کر سجدہ شکرانہ ادا کیا ' اور اپنے ہاتھوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ سلم کی پیشین گوئی کی تکمیل پر اللہ کی حمد و ثنا کی ' بعض مورخین نے لکھا ہے کہ فاتح نے زمین پر سجدہ کیا اور اپنے سر پر اس شکر میں مٹی ڈالی کہ اللہ نے یہ شرف اس کو نصیب فرمایا -

محمد الفاتح ظہر کے قریب اپنے وزراء اور امرائے سلطنت کے ساتھ شہر میں داخل ہوا تھا ' سینٹ صوفیا کے گرجے کے پاس پہنچ کر وہ گھوڑے سے اترا ' اس عالی شان معبد میں داخل ہو کر ' جس میں گیارہ سو برس سے تین سو خداؤں کی پرستش ہوتی تھی ' خدائے واحد کی تقدیس کے لئے سربسجود ہوا ' اس نے ایک عالم کو جو اس وقت اس کی رفاقت میں تھے ' حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے اذان دیں ' نماز عصر پڑھی گئی اور اعلان ہوا کہ جمعہ کی پہلی نماز جامع ایا صوفیا میں پڑھی جائے گی - کمال اتاترک نے اس مسجد کو میوزیم میں تبدیل کر دیا ' اب وہاں نماز پڑھنے کی قانوناً ممانعت ہے -

حاضرین اور ترک نژاد بھائیوں کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ محمد الفاتح مرحوم کا قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخلہ کس طرح ہوا؟ لیکن اس کو پھر یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ خلیج کو زنجیروں سے ناقابل عبور بنا دیا گیا تھا ' اب جو حصہ غلطہ کہلاتا ہے ' اس پر اہل وینس کا قبضہ تھا ' قدیم قسطنطنیہ پر بیزنطینیوں کا ادھر حصار سخت تھا ' محمد الفاتح کا بحری بیڑا بحر اسود کی طرف سے بحیرہ مرمرہ (Marmara) سے آ رہا تھا ' خلیج القرن الذہبی کے دہانہ کو بیزنطینیوں نے اس ڈر سے لوہے کی زنجیروں سے بند کر دیا تھا کہ ان کو بحیرہ مرمرہ کی طرف سے محمد الفاتح کی فوجوں کے آنے کا ڈر تھا ' محمد الفاتح نے غلطہ کی خشکی پر پچاس کشتیوں کو پھسلا کر قاسم پاشا کی طرف سے خلیج القرن الذہبی Horn Golden میں اتار دیا ' اور اس طرح ایک ناممکن عمل کو ممکن کر کے دکھا دیا ' صبح بیزنطینیوں کو اچانک معلوم ہوا کہ محمد الفاتح کی کشتیاں خلیج میں موجود ہیں ' لیکن یہ بات قسطنطنیہ کی فتح کے لئے کافی نہ تھی ' محمد الفاتح سخت مزاحمت کر کے تقریباً ایک ہفتہ میں اپنی فوجوں کے ذریعہ سیدنا ابو ایوبؓ کی طرف سے قسطنطنیہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ' شہنشاہ قسطنطین خود معرکہ کی قیادت کر رہا تھا ' اس لئے اپنی سرخ عبا جو قیاصرہ کی امتیازی پوشاک تھی ' اتار کر پھینک دی ' اور ترکی فوج کے بڑھتے ہوئے طوفان میں گھس کر لڑتا ہوا مارا گیا -

مجھے بڑی خوشی ہے کہ ابھی ترکی میں محمد فاتح کا

نام زندہ ہے اور شاید کسی ترکی سلطان اور ترک شخصیت کا وہ احترام اور اس سے وہ محبت نہیں جو سلطان محمد فاتح سے ہے - میں نے جب بچوں کا نام

پوچھا تو اکثر "محمد فاتح" سننے میں آیا - میں آپ کو شورہ دیتا ہوں کہ آپ اس نام کو زندہ رکھیں، اور اپنے بچوں کا نام تیمناً و تبرکاً محمد فاتح رکھا کریں، شاید کسی سعید بچہ اور نوجوان کے دل میں وہ جذبہ پھر انگڑائی لے اور فوجی و سیاسی حیثیت سے نہ سہی، دینی و دعوتی اور فکری و اصلاحی راستہ سے پھر وہ اس ملک کا محمد فاتح ثابت ہو - ایک فرانسیسی مورخ جیہ Giyah نے سلطان محمد فاتح کے دو سو سال بعد اس کی حکومت کی تاریخ پر کتاب لکھی ہے - اس میں لکھا ہے کہ "دنیا کی تمام مسیحی اقوام کو یہ تمنا اور دعا کرنی چاہئے کہ دوبارہ روئے زمین پر سلطان محمد فاتح جیسا حکمراں اور فاتح نہ پیدا ہو" - محمد الفاتح کتاب کے مصنف ڈاکٹر سالم الرشیدی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس کے مقابلہ میں ہر مسلمان کو یہ تمنا اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دوبارہ سلطان محمد فاتح جیسا طاقتور اور عبقری شخص نصیب فرمائے" -

محمد فاتح کی اس تاریخ ساز اور عہد آفریں کامیابی اور فتح کے بعد پھر وہ دور آیا کہ اس ملک نے پورے عالم اسلام کی تولیت کی ذمہ داری اٹھائی - تاتاریوں کے حملہ (ساتویں صدی ہجری، تیرہویں صدی عیسوی) سے عالم اسلام پامال ہو گیا تھا، اس وقت تاتاری خود مسلمان ہو گئے - وسط ایشیا کی تاتاری النسل قوم کی ایک شاخ نے ترکی میں اسلامی حکومت قائم کی - یورپ کے ایک بڑے رقبہ پر آل عثمان نے قبضہ کر لیا، سلطان سلیم اول (۹۱۸ھ - ۹۲۶ھ - ۱۵۱۲ء - ۱۵۲۰ء) کے زمانہ میں مصر کی فتح کے بعد ترکوں کا حجاز پر بھی قبضہ ہو گیا، اور اس نے خادم الحرمین الشریفین کا لقب حاصل کیا - یہ شرف سلیم کے بعد اس کے جانشینوں کو چار سو برس تک حاصل رہا - حرمین شریفین کی خدمت کا شرف جب سلیم کو حاصل ہو گیا، تو آخری عباسی خلیفہ المتوکل نے جو قاہرہ میں مملوک سلاطین کے زیر سایہ ظاہری شان و شوکت کے ساتھ مگر حقیقتاً بغیر کسی اختیار و اقتدار کے زندگی بسر کر رہا تھا، خلافت کے تمام حقوق و امتیازات بھی اسے تفویض کر دیئے، اور مقامات مقدسہ، و حرمین شریفین کی کنجیاں، نیز آثار نبویہ (تلوار، علم اور چادر) بطور سند خلافت اس کے حوالہ کر دیئے - اس تاریخ سے سلاطین عثمانی "خلیفہ" کے لقب سے دنیا میں مشہور ہوئے، اور خطبوں میں ان کا ذکر بحیثیت امیر المومنین کے ہونے لگا -

ڈاکٹر عزیز صاحب مصنف "دولت عثمانیہ" لکھتے ہیں کہ

"اس میں شبہ نہیں کہ اس وقت دنیائے اسلام کی خلافت کا حق بھی ترکوں کو پہنچتا تھا - کوئی دوسری اسلامی سلطنت طاقت و وسعت میں دولت عثمانیہ کے برابر نہیں تھی - یہی سلطنت تمام دوسری سلطنتوں سے زیادہ شرع و ملت کی حفاظت کی طاقت رکھتی تھی اور تقریباً ڈیڑھ صدی سے جہاد کا فرض ادا کرتی آ رہی تھی، چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب سلطان سلیم کی خلافت کا اعلان کیا گیا، تو دنیائے اسلام کے کسی گوشہ سے اس کی مخالفت نہیں ہوئی" --

اس وقت سے مصر و شام، فلسطین، حجاز و یمن اور عراق سب خلافت عثمانیہ کے دائرہ میں داخل ہو گئے - اس چار سو پانچ سو برس میں ساری دنیا میں اس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی - سلطان عبد الحمید ثانی کے وقت تک کوئی مقامات مقدسہ پر نظر اٹھانے کی جرات نہ کر سکتا تھا - ترکوں نے حجاز مقدس کی بھی خدمت اور تولیت کا فرض انجام دیا - مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کی موجودہ عمارت سلطان مراد کی بنائی ہوئی ہے، اور مسجد نبوی کی تعمیر و تزئین سلطان عبد المجید اول کا کارنامہ ہے جو ۱۲۶۵ھ - ۷۱ھ میں انجام پایا -

حرمین شریفین کے ساتھ ترکوں نے مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کی بھی حفاظت کا فرض انجام دیا - میں نے الحاج سید امین الحسینی مفتی اعظم فلسطین سے خود سنا ہے کہ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک وفد سلطان عبد الحمید خاں سے ملا، اور اس نے کہا کہ اگر آپ قدس اور فلسطین میں ہمیں اپنا مرکز و وطن بنانے کی اجازت دے دیں تو ہم ترکی سلطنت کا سارا قرضہ ادا کر دیں گے - سلطان عبد الحمید خاں نے زمین سے مٹی کی ایک چٹکی اٹھائی اور کہا کہ ہم فلسطین کی خاک میں سے اتنا بھی تم کو دینے کے لئے تیار نہیں،

پھر اپنے محافظ افسر پر عتاب آمیز نظر ڈالی اور کہا کہ اس کتے کو کس نے میرے پاس آنے کی اجازت دی ؟

آپ یاد رکھیں کہ یورپ نے ترکی کو کبھی قبول نہیں کیا۔ یہ وہ نوالہ ہے جو اس سے نہ نگلا گیا' نہ اگلا گیا۔ پہلے اس نے بلقان کی ریاستوں کو بغاوت اور اس سے جنگ پر آمادہ کیا' اور ترکی کے بہت سے علاقے یورپ کے قبضہ میں چلے گئے - پھر جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ء - ۱۹۱۸ء) میں اتحادیوں نے ترکی کو اپنے ساتھ شامل نہیں ہونے دیا - وہ مجبوراً جرمنی کے ساتھ شامل ہوا - اتحادیوں نے اس کے حصے بخرے کر لینے اور اس کے بیرونی مقبوضات پر قبضہ کر لینے کا پورا منصوبہ بنایا' جس کے نتیجہ میں شام' فلسطین' لبنان' اردن (جو سب شام کا جزء تھے) اور عراق پر اس کا اقتدار قائم ہوگیا' لیکن ترکی کا مرکز براہ راست یورپ کے قبضہ میں کبھی نہیں گیا۔

لیکن اب یورپ نے اپنا نقشہ جنگ بدل دیا ہے - اب اس نے حملہ اسلحہ جنگ اور فوجی طاقت کے ذریعہ سے نہیں' کلچر' ذرائع ابلاغ (Public Media)' نظام تعلیم' اور افکار و نظریات کے ذریعہ شروع کیا ہے۔

یورپ' ترکی کو مسلمان نہیں دیکھنا چاہتا - اس نے زیر زمین سرنگ بچھا رکھی ہے اور جو کام وہ اپنی فوجوں اور توپوں کے ذریعہ نہیں کر سکا' وہ اندرونی ذرائع سے کر رہا ہے - عصر حاضر کے مشہور فلسفی مورخ (Arnold Toynbe) نے لکھا ہے کہ " عربوں کے کتب خانہ اسکندریہ جلانے کی روایت تاریخی طور پر صحیح ہو یا بے بنیاد' اب کسی کو کتابی ذخیرہ کو جلانے یا کسی زبان و ثقافت کے مٹانے کی ضرورت نہیں' رسم الخط کا بدل دینا کافی ہے - اس طرح ملک و قوم کا رشتہ ماضی سے کلی طور پر منقطع کیا جا سکتا ہے " - یورپ و امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کی کوشش ہے کہ ترکی کو دوسرا اسپین بنا دیا جائے' اس لئے بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے -

فاتح مصر صحابی رسول سیدنا عمروؓ بن العاص کی اس حکیمانہ وصیت اور تلقین کو ہمیشہ ہر زمانہ اور ہر اسلامی ملک میں یاد رکھنے کی ضرورت ہے جو انہوں نے مصر کو کلیتاً فتح کر لینے کے بعد ایسی حالت میں کی کہ مصر کے قدیم باشندے جوق در جوق اسلام قبول کر رہے تھے' اور " یدخلون فی دین اللہ افواجا " کا منظر آنکھوں کے سامنے تھا - ملک کی زبان' تہذیب اور بالآخر رسم الخط بھی بدل رہا تھا' مساجد تعمیر ہو رہی تھیں اور شعائر اسلام بلند' جزیرۃ العرب سے قریب ہونے' اسلامی فتوحات کے سیلاب اور اس کی پے در پے کامیابیوں کے پیش نظر بظاہر اس کا کوئی اندیشہ نہیں تھا کہ مصر اسلامی اقتدار کے دائرہ سے خارج ہو جائے گا۔

لیکن انہوں نے اپنی ذہانت' دور بینی اور اس فراست کی بنا پر جو صحبت نبوی کی برکت سے ان کو حاصل ہوئی تھی' مسلمانوں اور عرب فاتحین سے کہا " انتم فی رباط دائم " تم دائمی طور پر سرحد و محاذ جنگ پر کھڑے ہوئے ہو' اور دائمی ناکہ بندی کی حالت میں ہو' اس لئے کہ بر اعظم افریقہ کی ساری قوموں' غیر مسلم حکومتوں اور آبادی کی نگاہیں تمہارے اوپر ہیں' اور ان کے دل اس طرف لگے ہوئے ہیں کہ ملک کو پھر قدیم حالت میں لے آیا جائے -

اب سوال یہ ہے کہ اس ملک و ملت کو اسلام سے وابستہ اور پیوستہ رکھنے کی ترکیب کیا ہے ؟ اس کے لئے دعوت کے میدان کے تجربہ' قرآن کے تدبر اور تاریخ کے وسیع و عمیق مطالعہ کی بنا پر تین باتیں عرض کرتا ہوں' ان کو غور سے سنئے -

۱- ترکی کے مسلم عوام میں ایمان و عقیدہ کی طاقت کو طاقت پہنچائیے (جس کی چنگاریاں اس کے خاکستر میں بہرحال موجود ہیں) - ان کے دینی شعور کو بیدار اور متحرک بنانے کی ضرورت ہے - ان مسلم عوام کی اسلام کے ساتھ وابستگی اور اس کے لئے گرم جوشی ایک ایسی بلند اور مستحکم فصیل اور اسلام کا آہنی حصار ہے جس کی بدولت بہت سی مسلم (یا مدعی اسلام) قیادتوں اور حکومتوں کو کھل کر کفر کا راستہ اختیار کرنے اور اپنے ملکوں اور ماتحت مسلم قوموں کو کفر و الحاد کے آغوش میں ڈال دینے کی ہمت نہیں ہو سکتی' خدانخواستہ اگر کسی دن یہ حصار ٹوٹ گیا اور مسلم عوام کا رشتہ اور ان کی روحانی اور جذباتی وابستگی اسلام سے ختم ہوگئی' تو پھر ان ملکوں میں اسلام کے بقا اور تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں' اور ان ملکوں کو اسپین اور روسی ترکستان بنا دینے سے کوئی چیز روک نہیں سکتی - یہ وہ خام مال (Raw Material) ہے' جس سے بہترین انسانی مصنوعات تیار کی جا سکتی ہیں' اور مردم

سازی اور آدم گری کا کام لیا جا سکتا ہے - صدہا خامیوں اور قابل اصلاح پہلوؤں کے باوجود یہ وہ انسانی مجموعہ ہے، جس پر پیغمبرانہ توجہات اور اہل قلوب اور اہل خلوص کی محنتیں صرف ہوئی ہیں، اور وہ آج بھی اپنے خلوص قلب، اپنی محبت، گرم جوشی اور ایثار و قربانی کے جذبہ اور صلاحیت میں دوسری انسانی جماعتوں اور مذہبی قوموں سے فائق و ممتاز ہے -

اسی کے ساتھ ضروری ہے کہ ان عوام کی زندگی میں اسلام پورے طور پر کار فرما اور حکمراں ہو - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

" مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو، وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے " - (سورہ البقرہ ۲۰۸)

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی زندگی میں سو فی صد مسلمان ہونا چاہئے - دس فیصدی اور بیس فیصدی اسلام پر عمل کرنے سے کام نہیں چلے گا - یہ نسبت تعلیم میں، ملازمتوں میں اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں چل سکتی ہے، عقائد پر مضبوطی سے قائم رہنا، فرائض و عبادات کا پابند ہونا، اور بعض اسلامی شعائر و علامتوں کا حامل ہونا کافی نہیں - ضروری ہے کہ معاشرت بھی اسلامی ہو، تمدن بھی اسلامی ہو - عائلی قانون (Personal Law) میں بھی شریعت کے احکام پر عمل ہو - حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی ادا کئے جائیں، پھر اس کے ساتھ دین کی محبت کے ساتھ دین کی حمیت بھی ہونی چاہئے -

ایمان عوام کا بڑا محافظ اور فصیل ہے - یہ وہ قلعہ ہے جو آسانی سے فتح نہیں ہو سکتا - اس لئے پہلا کام یہ ہے کہ پوری قوم کو پوری طرح سے مسلمان بنانے کی کوشش کیجئے - اس کے لئے دعوتِ عام کا راستہ اختیار کیجئے، نقل و حرکت، خطاب و دعوت، اور سفروں کی صعوبت برداشت کیجئے، اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے سبق لیجئے کہ انہوں نے (جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل ہونے، اور ہمہ وقت صحبت اور عبادات جلیلہ کے ساتھ (جن کی اللہ نے ان کو توفیق دی) اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کی اشاعت کے لئے بڑی عمر میں بھی باہر نکلنا ضروری سمجھا، اور مدینہ سے چل کر (جس میں ہر مسلمان کو مرنے اور اس کی خاک پاک میں جگہ پانے کی آرزو ہوتی ہے) بحر و بر طے کر کے قسطنطنیہ جیسے دور دراز مقام پر تشریف لائے، اور اس کو اپنا آخری مرقد بنایا -

۲- دوسرا کام یہ ہے کہ اپنی آئندہ نسل کو مسلمان رکھنے کی کوشش کیجئے - ایسا نہ ہو کہ آپ کی آئندہ نسل صرف ترکی زبان جانے، صرف سرکاری اسکولوں میں اس نے تعلیم پائی ہو، دین کے بارے میں اس کی کچھ معلومات نہ ہوں - اگر آپ سب کے سب ولی اللہ اور تہجد گزار بن جائیں (اور خدا ایسا کر دے) لیکن اگر آپ نے اپنے بچوں کی دینی تعلیم سے غفلت برتی تو خطرہ موجود ہے - آپ کے بعد مسجدوں کو کون آباد کرے گا، اسلامیت کا یہ تسلسل جو آپ کو من جانب اللہ اور حقانی داعیوں اور مبلغوں، علمائے ربانیین، اور مخلص و سرفروش مجاہدین اور فاتحین کے ذریعہ حاصل ہوا، کیسے قائم رہے گا؟ آپ دیکھئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جو خود انبیاء کی تیسری پشت میں تھے، ان کے والد ماجد حضرت اسحاق پیغمبر، ان کے عم نامدار حضرت اسماعیل پیغمبر، اور ان کے جد بزرگوار حضرت ابراہیم (علیہ و علیٰ نبینا السلام) عالی مرتبت پیغمبر اور ابو الانبیاء تھے، ان کے گھر میں سوائے توحید خالص اور عبادت الٰہی کے اور کسی چیز کی فضا اور ہوا نہ تھی - شرک اور بت پرستی کا سایہ بھی اس گھر پر ایک صدی سے نہ پڑا ہوگا، لیکن بقول شاعر - ع

عشق است و ہزار بدگمانی

انہوں نے اس کو کافی نہ سمجھا - اپنے فرزندوں، نواسوں اور پوتوں کو جمع کیا اور ان سے کہا " ما تعبدون من بعدی " (تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے) گویا زبان حال سے کہا، میرے پیارو! میری پیٹھ قبر سے نہ لگے گی، جب تک میں یہاں سے اطمینان لے کر نہ جاؤں کہ تم میرے بعد کس کی بندگی کرو گے؟

مجھے یقین ہے کہ ان کے ان سب فرزندوں اور فرزندوں کے فرزندوں نے یہی کہا ہوگا کہ والد صاحب! دادا جان! نانا جان! یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ آپ نے ہمیں تعلیم کیا دی؟ اور ہم نے ساری عمر کیا دیکھا اور کیا کیا؟ ہم آپ کے معبود، آپ کے چچا و والد اسماعیل و اسحاق اور آپ کے دادا جان حضرت ابراہیم

کے معبود کی پرستش کریں گے' جو اکیلا پرستش کے قابل ہے' اور ہم اس کے آگے سر جھکانے والے اور فرماں بردار ہوں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے اس نازک وقت میں کوئی ایسی بات نہیں کہی جو عام طور پر بزرگ خاندان اپنے وارثوں سے سکرات کے ایسے نازک وقت میں کہا کرتے ہیں' نہ اتحاد و اتفاق کی بات' نہ کسی دفینہ اور خزانہ کی خبر' نہ قرض و مطالبات کے بارے میں ہدایت' نہ شریفانہ زندگی گزارنے کی تلقین' بس ایک بات "ما تعبدون من بعدی؟"

سازی اور تقنین Legislation کے منصب پر فائز ہو کر وہ جس چیز کو چاہتا ہے' اس کی اجازت دیتا ہے' اور جس چیز کو چاہتا ہے' اس کو ممنوع اور خلاف قانون قرار دے دیتا ہے۔ اس طرح پوری قوم اور اس کی معاشرت و تمدن' اس کی نسل کا مستقبل' یہاں تک کہ (اللہ محفوظ رکھے) دینی فرائض کی ادائیگی' شعائر اسلامی اور مدارس و مساجد اور اس کا عائلی قانون (Personal Law) اس کے رحم و کرم پر رہ جاتا ہے۔ یہ بہت سے آزاد مسلم ممالک کا تجربہ ہے جن کی اکثریت مسلمان ہے۔ بلکہ وہ ملک تقریباً کلیتاً

میرا دل تو اس وقت خوش ہو گا جب مجھ کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ملے گی

انہیں صرف ایک بات کی فکر تھی کہ ان کے بعد ان کی اولاد ایمان اور دین صحیح پر قائم رہے' اور خدائے واحد کی بندگی کرے' اور انہیں اس وقت تک اطمینان نہیں ہوا' جب تک کہ انہوں نے اپنی اولاد سے اس پر قائم رہنے کا اقرار نہیں کروا لیا۔ ہر ملک کی موجودہ مسلمان نسل کے لئے یہی اسوہ نبوی' سنت انبیاء اور دین و ایمان کا تقاضہ ہے۔

۳۔ تیسری بات جو مجھے کہنی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا دین پر عمل کرنا مبارک' یہ نقل و حرکت' دعوت و تبلیغ مبارک' دینی مدارس میں فقہ و حدیث اور عربی کی تعلیم پانا' اور قرآن مجید کا حفظ و تجوید مبارک' اور اپنے بچوں کے دین و ایمان کی حفاظت کی فکر کرنا بھی مبارک' لیکن ایک بات اور ہے جو کچھ کم اہم نہیں۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جو طبقہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم پا رہا ہے' (اور وہی تعداد میں زیادہ اور اثر و رسوخ میں بڑھا ہوا ہے) اور جو نوجوان یورپ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے واپس آ رہے ہیں' یہی طبقہ ہر ملک میں ملک پر حاوی اور بااثر ہوتا ہے' وہی قیادت کرتا ہے' وہی پلاننگ (منصوبہ بندی) کرتا ہے' وہی ملک کا رخ تعین کرتا ہے' اسی کا طرز زندگی ملک کا عوامی فیشن بنتا ہے' ملک کا نظام تعلیم اور ذرائع ابلاغ اسی کے قبضہ میں ہوتے ہیں' وہی خوب کو ناخوب اور "ناخوب" کو خوب بنا دیتا ہے' اور آخر میں ملک کے نظم و نسق پر حاوی ہو کر اور آئین

پشتینی مسلمان ہے۔ اور کبھی وہ ممالک علم دین اور دعوت اسلامی کا عظیم ترین مرکز رہ چکے ہیں' اور اب بھی وہاں بڑی بڑی دینی جامعات قائم ہیں۔ ان کے نام لینے کی ضرورت نہیں آپ خود ان کو سمجھ سکتے ہیں۔

اس لئے آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ اس طبقہ کو ہرگز ہرگز نظرانداز نہ کیجئے۔ علمی و فکری غذا کے ذریعہ موثر لٹریچر اور ان کی نفسیات اور علمی درجہ کے مطابق اسلام کی تفہیم اور اس کی ضرورت و عظمت کو ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کیجئے' اور ان کے دلوں اور دماغوں کو ایمانی و شعوری طریقہ پر اسلام کی ابدیت' اس کی تعلیمات کی صداقت اور اس کے ہر زمانہ میں قیادت کی صلاحیت پر مطمئن کیجئے۔ یاد رکھئے یہ زمانہ نظریات و افکار اور بین الاقوامی تعلقات کا زمانہ ہے۔ اس لئے علمی و فکری سطح پر کام کرنے اور جدید طبقہ کو (جو برسر قیادت ہونے کو ہے) اس بات پر مطمئن اور اس کا قائل کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام ہی دنیا کا نجات دہندہ اور اسلام ہی صحیح زندگی گزارنے کا واحد راستہ ہے۔ ورنہ یہ دنیا خدا فراموشی کے راستہ پر چل کر خود فراموشی اور بالآخر خود کشی کی منزل کی طرف جا رہی ہے۔ ○○

بہ تشکریہ ہفت روزہ "ندا" لاہور
۸ رمئی ۱۹۹۰ء

"زبان میری ہے بات اُن کی"

— ۱۹۸۳ء میں علاج کے لئے امریکہ گیا۔ اخراجات میاں محمد شریف نے برداشت کئے، کار بھی دی۔

(طاہر القادری)

اور اب ساجد علی نقوی نے کیا کچھ دیا ہے —— قادری صاحب —— ؟

— جو ڈیرے ڈال کر بیٹھ گئے ہیں جاتے نظر نہیں آتے —— (پیر پگاڑا)

مگر قبرستان میں تو بڑے بڑے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

— گندم کی قیمت میں اضافہ نہیں کیا گیا —— (احسان الحق پراچہ)

گندم کی قیمت میں ۱۵ روپے بوری اضافے کا فیصلہ —— (ایک خبر)

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں ——

— وزیر اعظم خود کو سچی ملکہ سمجھتی ہیں۔ وہ جھوٹ بولنے کا ریکارڈ توڑ دیں گی۔ (الطاف حسین)

ے وہ جھوٹ بولیں گی اور جیت جائیں گی

میں سچ کہوں گا، اور ہار جاؤں گا!

— طاہرہ سیّد اور میرے درمیان پچھلے سال طلاق ہو گئی تھی —— (نعیم بخاری)

نعیم بخاری دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو مجھے خوشی ہو گی —— (طاہرہ سیّد)

ے دشتِ وفا میں حُسن بھی مثلِ سراب تھا

کیا پوچھتے ہو عشق سے کیوں کھا گیا فریب

— نوجوان مریضہ کی شکایت پر ڈاکٹر کی پٹائی —— (ایک خبر)

سٹیتھسکوپ کے غلط استعمال کا نتیجہ!

— آئین کی موجودگی میں شریعت بل کی ضرورت نہیں —— (طارق رحیم)

قرآن و سنّت کی موجودگی میں کسی آئین ، کسی طارق رحیم کی ضرورت نہیں -

— سندھ سیاسی مسئلہ ہے ، حکومت کی حاکمیت بحال کرائیں گے —— (جنرل بیگ)

فوج کی طرف سے سندھ کے حاکم خاندان کو پکّی نوکری کی یقین دھانی -

— میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ فضل الرحمٰن سیاست دان نہیں ، مولوی ھیں —— (اکبر بگٹی)

صرف مولوی نہیں —— جمہوری مولوی ھیں -

— کوشش کی ہے کہ پی پی سُدھر جائیں ، جمہوریت قائم رہنی چاہیئے - (مخدوم خلیق الزّماں)

ہم پردیسی راھی تیرے باغ سے ہم کو لینا کیا

یہ چھاؤں گھنیری دیکھی تھی سو آ بیٹھے سستانے کو

— ضیاء دَور میں کرپشن انتہا کو پہنچی ہوئی تھی —— (بے نظیر)

اور اب ملک میں چَین کی بانسری بج رہی ہے ؟ دیسی مُنہ ولایتی چھیکال !

— صدر اسحاق خان ، چودھری فضل الٰہی نہ بنیں —— (اعجاز الحق ، ہمایوں اختر)

ہمایوں اعجاز ، خُدا کے حوالے ہے کارواں

حکومت بھی اک فریب ہے اور راہنما فریب !

— پاکستان کو خود سوچنا چاہیئے ، کہ مہاجروں کے ساتھ وہ کیا سلوک کر رہا ہے (دی پی سنگھ)

مسلم لیگ اور بے نظیر حکومت جواب دے -

— میں نے پاکستان کی شدید مخالفت اور بھارت کی بھرپور حمایت کی ہے —— (سٹیفن سولارز)

پاکستان میں سولارز دوست حکومت کے مُنہ پر طمانچہ -

— حیدر آباد کا قتلِ عام ، کربلا کے بعد اسلامی تاریخ کا بدترین المیہ ہے —— (میاں عبدالخلیق)

علقمی زادوں کی حکومت میں اور کیا چاہتے ہو —— ؟

— میں نے بیان دے کر غلطی کی —— (شیر افگن کی معذرت)

پھر مُسکرا کے آپ نے دیکھا مری طرف

پھر اِک ذرا سی آس پہ جینا پڑا مجھے

— حکومت پنجاب سندھ کے دہشت گردوں کو پناہ دے رھی ہے —— (شیخ رشیق)

گویا آپ کی نظر میں سندھ سے جبراً نکالے جانے والے مظلوم لوگ دہشت گرد ھیں ۔

—— سندھ میں ۶ دن کے دوران ۱۱۹ افراد ھلاک ہوئے ۔ (سرکاری ترجمان)

۵ ایک کُتّے نے یہ اپنے ساتھی کُتّے سے کہا

بھاگ ورنہ آدمی کی موت مارا جائے گا

—— اپوزیشن والے ڈیسک بجاتے رہے ۔ وزیر خزانہ بولتے رہے ۔ اوئے اوئے کی آوازیں ۔ اذان نعرہ تکبیر ، اللہ اکبر کے نعرے بھی لگائے گئے —— (ایک خبر)

یہ ملک کی اسمبلی ہے یا جمہوری جانوروں کا باڑہ !

—— سندھ میں دوسرا مجیب پیدا ہوگیا ہے —— (بے نظیر)

جب تک آپ کے ساتھ تھا ۔ آپ کا بھائی تھا ۔

—— بیگم رعنا لیاقت علی خان انتقال کر گئیں —— (ایک خبر)

حضرت فاطمۃ الزہرہ رض کے دوپٹے کی دشمن ۔ خدا کے کٹہرے میں ۔

—— بے نظیر نے سندھ اسمبلی توڑنے سے انکار کر دیا —— (ایک خبر)

بی بی ! ماؤں کے بچوں کے خون سے ۔ اسمبلی کے ڈیموکریٹک اینیل زیادہ قیمتی نہیں ہے ۔

—— جمہوریت ناکام نہیں ہوئی پارلیمانی نظام فیل ہوا ہے ۔ اب صدارتی نظام رائج ہونا چاہیئے ۔

—— (اصغر خان)

اُٹھّی نہ سکتاں تے لَئی لعنت گوڈیاں کوں !

[redacted]

ڈاکٹر اللہ بخش جاوید کو صدمہ : مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے کارکن محترم ڈاکٹر اللہ بخش جاوید صاحب کی والدہ ماجدہ گذشتہ دنوں انتقال فرما گئیں ، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

احرار کارکن اور ادارہ ڈاکٹر صاحب کے شریکِ غم ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صبر عطا فرمائے اور والدہ صاحبہ کی مغفرت فرمائے آمین !

مجلس احرار اسلام کے تمام کارکن خصوصاً اور قارئین مولانا غلام محی الدین اور ڈاکٹر صاحب کی والدہ ماجدہ کی مغفرت کی ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں ۔ (ادارہ)

ذوالکفل بخاری

گرمیوں میں بس کا سفر

کئی روز ہوئے ہمارے استاذ محترم نے یہ مضمون لکھ لانے کو کہا بی اے کے طالب علم کو اس عنوان میں کیا کشش محسوس ہو سکتی ہے؟ یہ ہمیں تبھی پتہ چلا ہو یہ ایک سیدھی سادی ہٹک (Fatigue) تھی جو ہم جھیل گئے اس کو شائع کرانے کا ارادہ تو ہمارے شیطان کا بھی نہیں تھا لیکن اب یہ مرحلہ ہائے اشاعت میں داخل ہو رہا ہے اس کا سبب مدیر نقیب ختم نبوت کا اسے اچانک ملاحظہ فرمانا اور قابل اشاعت باور فرما لینا ہے اُن کے اس فیصلہ پر مجھے یقین ہے کہ میرے شیطان نے سر پیٹ ہی لیا ہو گا بہر حال جو بھی ہے آپ کے سامنے ہے کوئی اسے مضمون نہ کہے مضمون نما کہے فرمائشی ہنسی کہے مجھے قبول ہے بلکہ اگر کوئی اسے انشائیہ کہہ دے تو بھی میں اس کا برا نہیں مانوں گا!

منیر نیازی ہمارے عہد کا بہت بڑا شاعر ہے اور پاکستانی قوم میں بڑے شاعر کی بڑی نشانی یہی ہے کہ وہ ہر طوشی غمی میں قوم کے کام آئے ڈاکٹر اقبال بھی تو اسی لئے بڑے شاعر ہیں کہ (بقول قدرت اللہ شہاب ") جلسے جلوس میں گڑبڑ کا احتمال ہو تو اس کی روک تھام کے لئے اقبال کا شعر، دھواں دار تقریر میں سانس پھولنے لگے تو دم لینے کے لئے اقبال کا شعر رسالوں میں بچی کھچی جگہ پر کرنے کے لئے اقبال کا شعر ریڈیو میں فالتو لمحات گذارنے کے لئے اقبال کا شعر گرمی گفتار ہو یا گالی گلوچ نصیحت ہو یا فصیحت، وقت بے وقت جگہ بےجگہ (اقبال کے) غریب اشعار کا حلیہ بری طرح بگاڑا جاتا ہے" تو صاحبو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ تحریر منیر نیازی کو بڑا شاعر ثابت کرنے کے لئے بہر حال نہیں لکھی جا رہی (کہ ہمیں کیا ضرورت ہے ان کے منہ آنے کی) بلکہ گرمیوں میں بس کا سفر لکھا جا رہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ گرمیوں میں سفر ایسے ہی آتا ہے گویا رمضان المبارک میں دس محرم آجائے، بہر حال یہ منیر نیازی کی شرافت، عظمت، بندہ پروری اور خورد نوازی ہے کہ وہ ہمیں مایوس نہیں کرتے (اب آپ کہیں یہ نہ کہیں کہ میں منیر نیازی کی شرافت ثابت کرنے چلا ہوں)

جناب صدر! میرا موضوع سخن در سخن ہے بسوں میں گرمیوں کا سفر گرمیوں میں بس کا سفر بس میں سفر کی گرمیاں، اوہ معاف کیجئے گا جناب صدر نہیں پیارے قارئین، پھل کھانے قارئین اور گرمیوں میں بس کے مسافر قارئین، منیر نیازی فرماتے ہیں

منیر اس بس پہ آسیب کا سایہ ہے یا کیا ہے
کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ

اور یقین مانیں کہ یہ میری بس کے متعلق کہا ہے میرا مطلب ہے کہ جس بس پر میں اس وقت گرمیوں کی قہر آلود سہ پہر میں بیٹھا دھوپ تاپ رہا ہوں آگ تاپ رہا ہوں سورج تاپ رہا ہوں اور اس سے بڑھ کر بس کا انجن تاپ رہا ہوں او. نوبت بایں رسید کہ اب بقول ناسخ

میں ہوں وہ آتش کا پرکالہ کہ میرے سامنے
آفتاب آکر کے جاڑے سے تھراتا ہوں میں

دماغ تپ کر پگھل رہا ہے اور پگھل پگھل کر ابل رہا ہے دل کو جوش پر جوش آ رہا ہے پورے جسم سے جو ناندہ سوری پسینہ کی ندیاں رواں ہیں پسینہ، جس کے متعلق حکیم الامت نے فرمایا تھا کہ

میرے بندے سے دریا دریا نیا پسینہ ابل رہا ہے

پسینہ، جس کے متعلق قائداعظم نے فرمایا تھا --- پسینہ پسینہ اور پسینہ! پسینہ جس کے متعلق --- میں معذرت چاہتا ہوں کہ رابطہ کٹ جانے سے بات مکمل نہیں کر سکا" لیکن اس سے فرق تو پڑتا نہیں کوئی"

ہاں صاحب رابطہ یوں کٹ گیا کہ چکنائی سے لتھڑے ہوئے اور پسینے سے نہلائے ہوئے ہمہ یاراں دوزخ کے بیسیوں ریلوں کے بعد کا ریلا مجھ فقیر بے کلاہ و بے گلیم و بے ----(لاحول ولا قوۃ) کی اکڑوں (بلکہ ککڑوں کوں) پوزیشن خراب کرتے ہوئے (بلکہ بے عزتی خراب کرتے ہوئے) میرے سر، گردن، بازوؤں کو ہاں (یقیناً کو ہاں کہ کمر میں تو پگھلنے کو اتنی ڈھیر ساری چربی ہوتی نہیں) اور لاتوں کے آس پاس سے گذر جانے کی کوشش کر رہا ہے

گذر جا سیل تند خو بن کے کوہ و بیاباں سے

لیکن آہ! یہ سیل، یہ ریلا جو گذرتا بھی نہیں جو ٹھہرتا بھی نہیں، جو جمتا بھی نہیں جو رکتا بھی نہیں اور یہ میں ہوں، واقعی آپ کہتے ہیں تو میں ہی ہوں گا اگر اب بھی میں، میں ہوں تو شاعر نے میرے لئے کہا ہے کہ

اک بندۂ عاصی کی اور اتنی مداراتیں

اور لیجئے حضرات، کنڈکٹر کا درد (حتمی طور پر) بے درماں ہو چکا ہے جی ہاں یہ بھی شاعر مشرق کا عارف و معتقد ہے اور ہماری آنکھوں کے راستے جگر تک پہنچ جانا چاہتا ہے (آنکھیں، جو جگر دھواں دار کے لئے چمنیاں بنی ہوئی ہیں) اور شاید یہی کہنا چاہتا ہے کہ

یہ بس ابھی ناتمام ہے شاید .....!

کہ آ رہی ہے دمادم سواریوں پہ سواری

جی ہاں یہ کنڈکٹر ہے یہ کنٹرولر ہے یہ ڈکٹیٹر ہے یہ آمر ہے یہ ڈرائیور کی باقیات ہے اور ہاں یہ پنجابی کا کلینڈر رہے کہ میں جسے کہنا بھی چاہوں تو کیسے کہوں

مینوں رکھ لے کلینڈر نال وے

لمیاں روٹاں تے

لمیاں وے لمیاں

کوئی بتلاؤ کہ کیسے کہوں، کوئی نہیں بتلاتا تو ہمیں کو سوچنا چاہئے، اتنے آپ میرا جو ہر جو شاندۂ آئینہ ایام اور بے بسان بس اندر کے لئے میرا آخری الہامی پیغام ملاحظہ فرمائیں (آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب چاہتے ہوئے) اور راستے میں اپنی بس بیمار پڑا اپنے تن مردار پر اور آخر ہوتے قرطاس پہ حسرت کی نظر ڈال لوں

جتھاں ٹرپئے سفر تھی گئے

جتھاں بہہ گئے اوہ گھر تھی گئے

جتھاں پھس گئے قبر تھی گئے

عبدالرحیم نیاز رحیم یار خان

سندھ کا المیہ... علماء کے لئے لمحۂ فکریہ

پچھلے دنوں ایک نومسلم عبداللہ نامی طالب علم کو ہندوؤں نے سکھر سے اغوا کر لیا ہے جس پر مسلمانوں نے احتجاجی مظاہرے کئے پھر ان مظاہرین پر پولیس نے مشتق فائرنگ کی جس سے کئی افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ اور سندھ کے علماء نے عوام سے اپیل کی ہے کہ ہندو کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے علماء کرام کا یہ اعلان ہر باحمیت مسلمان کے قلبی احساسات کی ترجمانی ہے اور یہ اعلان اس لحاظ سے بھی نوید مسرت ہے کہ علماء کرام کو اصل دشمن کا احساس ہو چکا ہے۔ اور پھر یہ کہ اس طرح کی واردات کا یہ پہلا واقعہ نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ہندوؤں نے اس طرح کی وارداتیں کی ہیں۔ اس وقت سندھ میں مسلمان اپنے دینی بھائی مسلمان کی خون ریزی کے جرم کا جس نوعیت سے ارتکاب کر رہا ہے وہ نہایت ہی اندوہناک ہے۔ اگر اس تخریب کاری کے عوامل کا عمیق نظر سے تجزیہ کیا جائے تو پس پردہ ہندو ہی کی سازش نظر آتی ہے۔ کیونکہ سندھ میں تمام تجارتی مراکز پر بنیئے کی اجارہ داری قائم ہے۔ سندھ کا زمیندار اور جاگیردار ہندو کا محتاج ہے کیونکہ یہ آسائش پسند طبقہ پورا سال اپنے اخراجات کے لئے بنئے کا دست نگر رہتا ہے اور جب فصل کی کٹائی اور پیداوار کے برداشت کا وقت آتا ہے تو زمین سے حاصل شدہ تمام سرمایہ پچھلے قرض اور اس کے سود کی ادائیگی کے معاوضہ میں بنئے کی دکان پہ پہنچ جاتا ہے۔ زمیندار اسی طرح خالی ہاتھ رہ جاتا ہے۔ جب سندھ میں آباد کار پنجابیوں کی آمد شروع ہوئی تو انہوں نے غیر آباد اور بنجر اراضی کو آباد کرنا شروع کیا اور ساتھ ہی تجارتی مراکز پر ہندو کے ساتھ ان کا تقابل شروع ہو گیا۔ اور اسی طرح مہاجر نے بھی تجارت اور صنعت پر ان کے ساتھ عمل مسابقت شروع کر دیا۔ مسلمانوں کا یہ عمل چونکہ ہندو کے لئے پیغام موت تھا۔ اس لئے اس نے اپنے مفادات کے پیش نظر مسلمانوں کے درمیان لسانی اور طبقاتی منافرت کے ان جذبات کو مذہبی رنگ میں پھیلانا شروع کر دیا اور سندھ کے ان سیاست دانوں کا آلۂ کار ثابت ہوا جن کی سیاست کا مدار ہی سندھی قومیت اور تفریق و تقسیم ملک کے نظریات پر ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ پچھلے سال ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۸۹ء کو کراچی میں مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یوم پیدائش منایا گیا۔ اس تقریب کا اہتمام بظاہر مولانا عزیز اللہ بوہیو سربراہ سندھ ساگر پارٹی کی طرف سے تھا۔ لیکن پس پردہ اس کی پشت پناہی "جئے سندھ" تحریک کے قائدین نے کی۔ اور اس تقریب میں مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ میاں ظہیر الحق صاحب دین پوری کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ اور انہوں نے اس تقریب میں شرکت کی۔ میاں صاحب نے اپنی اس سفری روئیداد کو "امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی کی یادیں کچھ باتیں" کے عنوان سے ایک کتابچہ کی شکل

میں شائع کیا ہے۔ اس کتابچہ میں ایک عنوان یہ ہے "امام عبیداللہ سندھیؒ جناب جی ایم سید کی نگاہ میں"۔ اس عنوان کے تحت میاں صاحب تحریر کرتے ہیں :۔

"سنہ ۱۹۸۹ء کی شام کو میں پریس کلب کراچی میں پہنچا تو سندھ کے دور دراز علاقہ کے ساتھ ساتھ کراچی شہر کے بھی ممتاز سیاسی، مذہبی، سماجی رہنما تشریف فرما تھے جن میں ممتاز وکلاء اور ہندو کامریڈ لیڈر حضرات بھی موجود تھے۔ اس تقریب میں پختون لیڈر۔ مہاجر۔ سندھی اور پنجابی حضرات مدعو تھے۔ یہ تقریب امام عبیداللہ سندھی کے جنم دن کی تقریب کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ حضرت امام سندھی کی "جھنا زبدہ" سندھ ساگر پارٹی کی طرف سے اس کے سربراہ مولانا عزیزاللہ جو ہیونے اس کا اہتمام کیا اور انہی کے بلاوے پر میں نے اس تقریب میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ ان کے ساتھ ساتھ میں مولانا عزیزاللہ خاں مزاری پنو عاقل سندھ سکھر کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر خان پور ضلع رحیم یار خان سے کراچی تک میری رفاقت اختیار فرمائی جس کی وجہ سے میں کراچی پہنچ کر اپنے رفقاء اور بزرگوں سے مستفید ہو سکا۔ جلسہ میں مقررین نے حاضرین کو بہت محظوظ کیا۔ اختتام جلسہ پر جناب سید غلام شاہ بخاری نائب صدر" جیئے سندھ تحریک" نے فرمایا آپکے ٹھہرنے کا انتظام ہمارے ہاں ہے۔ میں نے معذرت سے عرض کیا کہ اپنے عزیزوں کے ہاں ٹھہرا ہوں۔ بخاری صاحب نے فرمایا کہ یہ گاڑی جناب جی ایم سید صاحب نے بھیجی ہے۔ اب میں خاموش ہو کر ان کی گاڑی میں بیٹھ گیا تقریباً رات کے بارہ بجے تھے کہ ہماری گاڑی سید صاحب کی کوٹھی میں داخل ہوئی۔ توقع کے خلاف سید صاحب جاگ رہے تھے۔ ہم سے پہلے اس جلسہ کی ڈائری ان تک پہنچ چکی تھی اس پر دوستوں سے تبادلہ خیال ہو رہا تھا۔ بخاری صاحب نے میرے تعارف میں کہا کہ یہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کے نواسہ میاں ظہیرالحق دین پوری ہیں۔ تو انہوں نے فوراً اپنی آنکھوں پر چشمہ رکھا اور مجھے گلے لگا لیا، اور کہا کہ" دین پوری چو"۔ سندھی آھی بابا ھن کی سندی چیئو"

جی ایم سید کے اس فرمان پر میاں صاحب اپنے نام کے ساتھ" دین پوری" کے لاحقہ کے بجائے "سندھی" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ وہ علماء کرام جو لاشعوری طور پر ہندو کی اس سازشی تحریک کے آلہ کار کے طور پر مصروف عمل ہیں۔ اپنے نظریات اور عمل پر نظر ثانی کریں اور سندھی عوام میں اخوت اسلامی کا درس دے کر منافرت کے ان جذبات کو ختم کریں۔ اگر سندھ کے حالات کی یہی صورت حال رہی جو اس وقت ہے اور اس تخریب کاری میں روز بروز اسی طرح اضافہ ہوتا رہا تو پھر ان لادین سیاست دانوں کے یہ مذہبی نمائندے اپنی تباہی کو نوشتۂ دیوار یقین کر لیں اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم کر لیں کہ صرف اس عبداللہ کے اغواء پر ہندو اکتفاء نہیں کریں گے بلکہ یہاں آپ کی تفریق اور نااتفاقی کے باعث کئی عبداللہ اغواء ہوں گے۔

حبیب اللہ رشیدی — ربوہ

ربوہ میں آٹھ قادیانیوں کا قبولِ اسلام

روزنامہ "الفضل" دو ماہ کے لئے بند ہوگیا

- مولانا اللہ یار ارشد کے توجہ دلانے پر حکام کی قانونی کارروائی۔
- مولانا نے قادیانیوں کی طرف سے ساٹھ ہزار روپے کی پیشکش ٹھکرادی

۱۳ر جون (۹۰ء) کو یہاں ربوہ میں ایک قادیانی لڑکی کے مسلمان ہو جانے کے واقعہ نے چھ اور قادیانی زن و مرد کو مشرف باسلام ہونے کا سبب مہیا کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق گلشن آرا نام کی قادیانی لڑکی، جو قادیانیوں کی مقتدر شخصیت عبدالعزیز بھامبڑی کی بالکل قریبی عزیزہ (نواسی) ہے، نے خطیب مسجد احرار اسلام ربوہ، مولانا اللہ یار ارشد کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ جس کے بعد اس کا نکاح ایک اور نومسلم نوجوان وسیم احمد عرف محمد بوٹا سے کر دیا گیا۔ وسیم احمد کے خاندان کے باقی سب افراد ابھی تک قادیانی ہی تھے۔ جب ان لوگوں نے ایک اونچے قادیانی گھرانے کی لڑکی کو حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے دیکھا تو وسیم احمد کے والد، ہمشیر، بھائی، بھابھی، بہنوئی اور پھوپھی نے بھی کفر وارتداد کی اس گھناؤنی زندگی کو خیرباد کہنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ یہ لوگ بھی مبلغ احرار مولانا اللہ یار ارشد کے ہاں مسجدِ احرار میں چلے آئے اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ مسلمان ہونے والے خواتین و حضرات کے نام عنایت خان، منیر احمد، شہناز، رضیہ بی بی، مختاراں اور نسیم اختر بتائے گئے ہیں۔

اس نومسلم گھرانے کے افراد نے اسلام قبول کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اسلام کو سچا مذہب اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی جانا اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو جھوٹا، فریبی اور دائرۂ اسلام سے خارج تسلیم کر لیا ہے۔ اور ہم صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے دیگر تمام قادیانیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی اسلام قبول کر لیں اور کفریہ عقائد و اعمال سے تائب ہو جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر یہ موقع نہ میسر ہو اور توبہ کے دروازے بند ہو جائیں۔

ادھر گلشن آرا کے مسلمان ہوتے اور پھر اس سبب سے چھ اور قادیانیوں کے قبولِ اسلام سے ربوہ کے اعلیٰ مرزائی حلقوں میں زبردست ردِ عمل ہوا ہے مرزائی وڈیروں کو اپنی حاکمیت ختم ہوتی نظر آرہی ہے اور ان میں سراسیمگی پیدا ہوگئی ہے۔ مولانا اللہ یار ارشد نے بتایا ہے کہ قادیانیوں نے گلشن آرا کو واپس ان کے حوالے

کر دینے کی صورت میں ساٹھ ہزار روپے کی پیش کش کی اور یہ رقم اپنے ایجنٹوں کے ہاتھ مسجد احرار بھجوا دی لیکن اَلحَمدُلِلّٰہ انہیں سخت ذلت اور نامرادی کا سامنا کرنا پڑا۔ مولانا اللہ یار ارشد نے کہا کہ قادیانی غنڈے اپنے گرگوں کے اشاروں پر اب اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں اور نومسلم خواتین اور مردوں کے درپے آزار ہیں۔ اس لئے انتظامیہ ان نومسلموں کو مکمل قانونی تحفظ فراہم کر کے اپنی فرض شناسی کا ثبوت مہیا کرے۔

سرکردہ قادیانی لیڈر کی نوجوان نواسی کے مسلمان ہونے پر چھ قادیانی زن و مرد مسلمان ہوگئے۔ مرزائی وڈیروں میں صف ماتم

محاسبۂ مرزائیت کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام کی دوسری بڑی تازہ کامیابی مرزائی روزنامہ "الفضل" پر پابندی لگنا ہے۔ مرزائی روزنامہ "الفضل" پر اس سے پہلے بھی بارہا پابندیاں لگتی رہی ہیں۔ لیکن اپنی "مرزاہٹ" کی وجہ سے یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف انتہائی اشتعال انگیز، دلآزار اور غیر قانونی مواد کی اشاعت سے باز نہیں آتا "الفضل" کی مسلسل مجرمانہ حرکتوں پر مولانا اللہ یار ارشد کے شدید احتجاج پر ۱۱ جون کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ مسٹر محمد اطہر طاہر نے دو ماہ کے لئے اس پر پابندی لگا دی ہے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنے حکمنامے میں "الفضل" پر پابندی کو فوری اور ناگزیر ضرورت قرار دیا ہے یوں مسلمانوں کی طرف سے اس کی ارتدادی کارروائیوں کی شکایات کو بجا اور جائز تسلیم کر لیا گیا ہے۔

"الدجل" کی مکار صحافت آئے روز اصول و قانون اور دین و اخلاق سے جو سنگین استہزاء روا رکھتی ہے، اس کے جواب میں حالیہ پابندی کا اقدام، مرزائی دجالوں کے منہ پر زبردست طمانچہ ہے۔ احرار کی اس کامیابی پر مقامی مسلمانوں میں اطمینان کی لہر دوڑ گئی ہے اور ماحول میں اس کے خوشگوار اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔

مولانا غلام محی الدین صدیقی کا سانحۂ ارتحال

دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے سابق صدر مدرس حضرت مولانا غلام الدمحی الدین صدیقی گذشتہ ماہ بہاولپور میں انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مولانا ایک ممتاز عالم دین تھے اور مجلس احرار اسلام سے وابستہ تھے۔ وہ چیچہ وطنی میں جماعت کے مرکز دارالعلوم ختم نبوت میں بھی صدر مدرس رہے۔ ان دنوں وہ اشرف شوگر ملز (اشرف آباد) بہاولپور کی مسجد میں خطیب تھے۔ مولانا ایک عرصہ سے بیمار تھے۔ شوگر اور فالج ہی مرض الموت ثابت ہوئے، مرحوم ایک ہنس مکھ، مخلص، بہادر اور انتھک دینی کارکن تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی خدمات اور حسنات کو قبول فرما کر مغفرت کا ذریعہ بنائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

ملتان
نمائندہ نقیب

اعجاز الحق ــــ اور ــــ ھمایوں اختر کی

دار بنی ہاشم میں آمد، اور سید عطاء المحسن بخاری سے ملاقات

جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے فرزند جناب اعجاز الحق جنرل اختر عبدالرحمن شہید کے فرزند جناب ہمایوں اختر گزشتہ دنوں ملتان، ڈیرہ غازی خاں اور دیگر علاقوں کے دورہ کے سلسلے میں یہاں تشریف لائے۔ ملتان میں قیام کے دوران انہوں نے مختلف دینی اداروں اور اہم شخصیتوں سے ملاقات کی۔ اسی سلسلہ میں وہ ۸ جون ۱۱ بجے دن دارِ بنی ہاشم میں مجلس احرارِ اسلام کے جنرل سیکرٹری حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ انہوں نے ملاقات کی غرض وغایت محض ملاقات بیان کی۔ دورانِ گفتگو انہوں نے بتایا کہ ایک عرصہ سے دل میں خواہش تھی کہ ملتان گیا تو آپ سے ضرور ملوں گا۔

انہوں نے کہا کہ نفاذِ اسلام کے لئے ہم ضیاء الحق شہید اور اُن کے ـــــــ شہید رفقاء کے چھوڑے ہوئے مشن کی تکمیل کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ہم پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے ہیں۔ انشاء اللہ! وہ وقت ضرور آئے گا جب شہداء کے قاتل بے نقاب ہوں گے۔

ملک کی موجودہ صورت حال پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سندھ کے حالات ۱۹۴۷ء کے فسادات سے بھی زیادہ افسوسناک ہیں۔ اب ہندو سکھ کی بجائے مسلمان، مسلمان کو قتل کر رہا ہے۔ قومی سیاسی رہنما اور اربابِ حکومت حالات بہتر بنانے کے لئے تیز تر جدوجہد کریں۔

اس موقع پر سید عطاء المحسن بخاری نے اُن سے فرمایا کہ آپ سے قوم کو بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ قوم کے اعتماد پر پورے اُتریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خلوصِ دل کے ساتھ ملک اور قوم کے لئے خدمت اور جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔

دونوں معزز مہمان تقریباً نصف گھنٹہ شاہ صاحب کے ساتھ رہے اس ملاقات میں مقامی مجلس احرارِ اسلام کے کارکن کثیر تعداد میں موجود تھے۔ انہوں نے نمازِ جمعہ تبلیغی مرکز امدادی مسجد میں ادا کی۔

ننکانہ

مولانا محمد الیاس قاسمی

صحابہؓ کی جماعت کا ہر فرد راشد و عادل ہے

برحق — اور — معیارِ حق — ہے

مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور ماہنامہ "نقیبِ ختمِ نبوت" کے مدیر سید محمد کفیل بخاری ۲۲ جون کو مقامی احباب کی دعوت پر ننکانہ تشریف لائے۔ پیچا وطنی کے احرار کارکن رانا محمد قمر صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

سید محمد کفیل بخاری صاحب نے جامع مسجد اشرفیہ غلہ منڈی میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امتِ مسلمہ کی زبوں حالی اور پریشانی کا اہم سبب اللہ جل شانہٗ سے کئے گئے وعدہ سے انحراف ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اسوہ سے روگردانی ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے اور اس میں انسانی زندگی کے تمام مسائل کا بہتر حل موجود ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس برس کی مثالی محنت کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت تیار کی تھی، اس جماعت کے سب افراد عادل و راشد اور برحق تھے بلکہ معیارِ حق تھے ——— انہوں نے کہا کہ دین کی سمجھ اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مکمل آگاہی کے لئے صحابۂ کرام کا تتبع بہت ضروری ہے۔ اگر صحابۂ کرام کو تاریخِ اسلام سے نکال دیا جائے یا اُن میں سے کسی ایک فرد پر عدم اعتماد کا اظہار کر دیا جائے تو سارا دین مشکوک ہو جائے گا کیونکہ صحابہ ہی قرآن و سنت کو اُمت تک پہنچانے والے ہیں۔

انہوں نے سندھ کے فسادات پر انتہائی غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کتنے دکھ کی بات ہے مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا ہے اور آبرو پامال کر رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی اور ہندو مل کر سندھ میں لسانی تعصب پھیلا رہے ہیں اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں۔

انہوں نے نمازِ جمعہ کے بعد معززینِ شہر سے بھی ملاقات کی۔ خان سردار خان صاحب شہر کی معروف سماجی و سیاسی شخصیت ہیں، نہایت وضع دار اور منکسر المزاج ہیں۔ ان سے ملاقات کے دوران ملکی اور دینی معاملات پر بھی گفتگو ہوئی، علاوہ ازیں ختمِ نبوت کے پرجوش کارکن متین خالد صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور علاقہ میں

بقیہ صفحہ [illegible] پر

ابوظہبی

حافظ بشیر احمد چیمہ

مولانا حق نواز شہید کا دلِ عشقِ رسول اور حبِ صحابہؓ سے معمور تھا

شہید ناموس صحابہ مولانا حق نواز جھنگوی اسلام کے سچے شیدائی تھے۔ ان کا دل عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حبِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے معمور تھا۔ وہ ایک نڈر رہنما بے باک مقرر اور بلند پایہ عالم دین تھے۔ ان خیالات کا اظہار "جمعیت اہل سنت والجماعت" متحدہ عرب امارات کے رہنماؤں نے ابوظہبی میں منعقدہ ایک اجلاس میں کیا جس میں حضرت مولانا محمد اسحاق، مدنی مدظلہ، مولانا محمد فہیم، مولانا محمد ہارون اسلام آبادی، مولانا خلیل احمد ہزاروی، ابو عمر اشتیاق حسین عثمانی، حاجی عبدالصمد آفریدی، قاری بشیر احمد ہزاروی، مولانا عبدالقادر بردہی، حاجی عبدالغنی اورکزئی محمد رفیق صابری، اور مولانا عبدالقدوس شریک ہوئے۔ ان رہنماؤں نے مشترکہ طور پر مولانا حق نواز جھنگوی کے المناک قتل کو سبائی اور رافضی سازش قرار دیا۔ انہوں نے مولانا کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ دشمن نے حق کی آواز دبانے کے لئے انتہائی بزدلانہ اقدام کیا ہے۔ مولانا کا خون ناحق ضرور رنگ لائے گا اور دشمنانِ اصحاب رسول علیہم السلام کے خلاف ان کا مشن کامیابی سے ہمکنار ہوگا، انہوں نے کہا کہ عرب امارات میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے ہزاروں مداح سراپا احتجاج ہیں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مولانا کے قاتلوں کو فی الفور کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے، اسی طرح علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا احسان اللہ فاروقی، مولانا سید منظور الحسن ہمدانی اور حکیم فیض عالم صدیقی کے قاتلوں کو بھی قرارِ واقعی سزا دی جائے۔ پاکستان میں مقام صحابہ کرام کا تحفظ یقینی بنایا جائے اور دشمنانِ ازواج و اصحاب رسول علیہم السلام کو لگام دی جائے۔

بقیہ از ص ۵۹

مرزائیوں کی سرگرمیوں کا بھرپور جائزہ لیا گیا۔

سید کفیل بخاری صاحب۔ عبداللطیف خالد چیمہ صاحب اور رانا قمر صاحب مختصر دورہ کے بعد واپس چیچا وطنی چلے گئے۔

سالانہ خریدار حضرات

شمسی مہینہ کی بیس تاریخ تک "نقیب ختم نبوت" نہ ملنے کی صورت میں ادارہ کو فوراً اطلاع کریں۔ خط کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

زبانِ خلق

میرے غبار میں ہے پیچ و تاب، کہتے ہیں!

جھوٹ کی نیّا ڈبو دی ہے

محترم و مکرم ——— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" جون ۱۹۹۰ء کا شمارہ ملاحظہ کر کے قلبی مسرت ہوئی، الحمدللہ! "نقیبِ ختم نبوۃ" کو ظاہری و باطنی علمی و ادبی ہر لحاظ سے دینی صحافت میں بلند مقام میسر آگیا ہے۔ دینی حلقوں میں یہ واحد معیاری جریدہ ہے جس نے بہت جلد شہرت پائی ہے۔ خدا کرے اس کا حلقۂ اثر مزید بڑھے اور بڑھتا چلا جائے تاکہ سبائی اور رافضی پروپیگنڈہ اور مکروفریب کی عکاس مصنوعی تاریخ اور کذب و افتراء کے سہاروں سے تاریخِ اسلام کے اوراق پر جو گرد و غبار ڈال کر حقیقت کو چھپانے کی کوششیں کی گئی ہیں اب ہر کہ و مہ پر عیاں ہو جائیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب چودہ صدیوں کے بعد قدرت حقائق کو تقیہ کے "ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ" سے نکالنا چاہتی ہے۔ الحمدللہ! اس کارِ خیر میں آپ کا کردار نمایاں ہے۔

فَسَوْفَ تَرٰی إِذَا کَشَفَ الْغُبَارُ ——— أَفَرَسٌ تَحْتَ رِجْلِكَ أَمْ حِمَارُ

زیرِ نظر شمارہ میں سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کے قلم سے "چک والی فتنہ ——— رفض اور باطنیت کا نیا روپ" اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین مدظلہ العالی کے مقالہ "جاہلانہ وقاحت کی عالمانہ وضاحت" نے حیران کن گوشوں کی نقاب اُلٹ دی ہے کہ جناب قاضی مظہر حسین صاحب کو امام اہلِ سنت حضرت مولانا مفتی محمد اسحٰق صدیقی سندیلوی مدظلہ سے جو عداوت ہے وہ موصوف کی کتب سے واضح ہے مگر یہ جان کر مزید دُکھ ہوا کہ انہوں نے خاندانِ امیرِ شریعت رح پر بھی خارجیت کی تہمت لگانے سے دریغ نہیں کیا۔ اس مقالہ نے قاضی مظہر حسین صاحب کی شدتِ مزاج اور اولوالعزم صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم سے بُغض و عناد بلکہ شیعیت نوازی کا ثبوت بھی مہیّا کیا ہے۔ معلوم

ہوتا ہے کہ موصوف صرف چار یارؓ کو ہی صحابہ سمجھتے ہیں اور حق بھی "چار یار" تک محدود کر دیا ہے۔ ان کے افکار کا ترجمان ماہنامہ "حق چار یار" راقم کے زیرِ مطالعہ رہتا ہے۔ اس میں صرف "حق چار یار" کا تکرار ہوتا ہے۔ [ف۱]

راقم نے "حق چار یار" کے مُدیر کو مشورتاً لکھا کہ اپنے رسالہ کے سرِورق پر۔ "الصّحابۃ کلھم عدُول" (تمام صحابۂ کرام عادل ہیں) تحریر کریں، تو مُدیر رسالہ نے جواب میں ایک دِل آزار خط لکھ ڈالا۔ [ف۲]

حضرتِ مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب کا مقالہ ناقدینِ صحابۂ کرامؓ کا مُدلّل و مسکت جواب ہے۔ انہوں نے ٹھوس علمی و تحقیقی دلائل سے جھوٹ کی نیّا ڈبو دی ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ اسے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ خصوصاً ناقدینِ صحابۂ کرامؓ اس مقالہ کے مُطالعہ سے ہدایت پا جائیں۔

ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

والسلام ——— حافظ ارشاد احمد (دیوبندی) افضل حق لائبریری — خانپور

ف۱ یا صحابہ کرام کی خطا شماری کے سبائی فلسفے کے زیرِ اثر عجم کی وضعی اصطلاح "صُورتاً" یا حقیقتاً" کا استعمال بھی کثرت سے ہوتا ہے۔ حالانکہ اگر "صُورتاً" یا حقیقتاً" کا فلسفہ خود قاضی مظہر صاحب کی ذاتِ شریفہ پر استعمال کیا جائے تو انہیں صحابۂ کرام کی خطا شماری کے مرض سے مکمل شفاء نصیب ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ ——— (ادارہ)

ف۲ آپ اگر اس پر گرفت بھی کرتے تو مُدیر موصوف اپنے پیر قاضی مظہر حسین کی "صُورتاً" یا حقیقتاً" والی تاویل کرتے کہ یہ صُورتاً" دل آزار ہے مگر حقیقتاً" دِل بہار (ادارہ)

مکرم و محترم!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ مزاجِ گرامی بخیر باد۔

الحمدللہ کہ "نقیب" باقاعدہ اپنی پوری شان و آن کے ساتھ حُسنِ ظاہری و معنوی کو جلو میں لئے ہوئے شائع ہو رہا ہے میں اسکو متواتر پڑھتا ہوں اور اس کے مضامینِ عالیہ سے مستفید ہوتا ہوں۔ جُون کے پرچے میں قاضی مظہر حسین کی ہفوات کے جواب میں ایک دوسرے قاضی شمس الدین صاحب نے جو فاضلانہ و محققانہ مضمون رقم فرمایا تھا اُس کی جتنی تحسین کی جائے اور جتنی داد دی جائے، کم ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مضمون پر نظرِ ثانی کر کے کچھ حک و اضافہ کے بعد علیحدہ کتابی شکل میں شائع کیا جائے اس کثرت اور وسیع پیمانے سے کہ ہر پاکستانی کے گھر پہنچ جائے۔ تاکہ لوگ پڑھیں، غور و فکر کریں اور حقیقتِ حال سے آگاہ ہوں۔

آپ حضرات دفاعِ صحابہ کا جو اہم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں ہماری دلی دُعائیں آپ کے ساتھ ہیں ۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مقصدِ عالیہ اور دینی فریضہ میں کامیاب فرمادے آمین !

اس سلسلے میں ایک گزارش ہے کہ خلافت و ملوکیت کی جو بحث چل رہی ہے اور جو دن بدن پھیلتی جا رہی ہے اس میں آپ حضرات کے مؤقف کے خلاف وہ مشہور حدیث الخلافۃ ثلاثون سنۃ والی ہے ۔ ضرورت ہے کہ اس حدیث پر محدثانہ طریق سے نظر ڈالی جائے اور اس کے اسناد اور رواۃ پر محدثانہ نقد و تبصرہ کیا جائے ـــــ ماشاء اللہ آپ کی مصروفیت دن بدن بڑھ رہی ہے اب تو آپ کی تگ و تاز کی پہنائیاں برصغیر سے گزر کر یورپ تک پہنچ گئی ہیں اللھم زد فزد ۔

ناموسِ صحابہ پر سر کٹانے کی سرفروشانہ روایت جاری و ساری ہے ۔ انشاء اللہ اس کے عواقب و نتائج جلد رونما ہوں گے ۔ تحریک مدحِ صحابہ کے وقت مجھے لکھنؤ جانے کا اتفاق ہوا ۔ تحریک کے رضاکار گرفتاری پیش کرتے ہوئے جو اشعار پڑھتے تھے اس کا ایک شعر ابھی تک مجھے یاد ہے ۔

مجھے اے جذبۂ اسلام تجھ سے کام لینا ہے
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثماںؓ، علیؓ کا نام لینا ہے

ـــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

احقر العباد ، محمد اسلم مجددی
لاہور

محترم ـــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بحمد اللہ یہاں عافیت ہے امید ہے کہ آنجناب بھی مع الخیر ہوں گے ۔ "نقیبِ ختم نبوۃ" کا ذوالقعدہ کا شمارہ ہمدست ہوا ۔ ذرّہ نوازی کا شکریہ ۔ کل شام ملا تھا ۔ جب تک از اوّل تا آخر پڑھ نہ لیا چین نہ آیا اسباق کا مطالعہ بھی اسکی وجہ سے مؤخر ہوگیا ۔ سب سے پہلے "چکوالی فتنہ" پڑھا ۔ مجھے کافی دِن ہوئے علم ہوا تھا کہ قاضی مظہر حسین کے داماد نے "حق چار یار" نامی کوئی جنتری شائع کی ہے اور اس میں "نقیبِ ختمِ نبوّت" کو "نقیبِ خارجیت" وغیرہ کچھ لکھا ہے ۔ اسی دن سے خیال تھا کہ آپ کو اطلاع دوں لیکن اپنی کاہلی کی وجہ سے اطلاع نہ دے سکا ۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ حضرات کے علم میں وہ سب کچھ ہے اور اس فتنہ کا تعاقب آپ کر رہے ہیں ۔ "دل کی بات" واقعی دل ہی کی بات تھی ـــــ والسلام !

ابوریحان سیالکوٹی

عید قربان پر داڑھی بڑھانا اور قربانی کے بعد منڈانا سُنّت سے سنگین مذاق ہے

عید الاضحیٰ کے موقع پر بعض مسلمان بھائی عجیب و غریب رسوم میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں ۔ یکم ذوالحجہ سے ۱۲ ذوالحجہ تک شیو نہیں کرتے ہیں ۔ جونہی قربانی دی فوراً داڑھی منڈا دی ۔ ان کے خیال میں قربانی دینا اور داڑھی رکھنا دونوں ایک ساتھ فرض کئے گئے ہیں اور شیو کرانے سے قربانی قبول نہیں ہوتی ۔

حالانکہ داڑھی رکھنا ، اور قربانی دینا دو الگ الگ فعل ہیں ۔ پھر دس دن کی داڑھی کی عمر ہی کتنی ہوتی ہے کہ اسے سنت کے مطابق قرار دیا جا سکے ۔ کہ اس کے رکھنے سے ثواب تو ملتا نہیں البتہ قربانی کے فوراً بعد جب نادان مسلمان اس سنت رسول کو پامال کرتے ہیں تو گناہ ضرور ہوتا ہے ــــــ اور ایک مسلمان کی طرف سے تمام انبیاء کی اس سنت کی توہین یقیناً ایک بہت بڑا جرم ہے ، اور سنت سے سنگین مذاق ہے ۔

لہذا داڑھی منڈانے والے حضرات عید قربان کے موقع کو غنیمت جان کر پورے عزم کے ساتھ فیصلہ کریں کہ اب تمام عمر شیو نہیں کریں گے ۔ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا تحفظ کریں گے ۔

اس فیصلہ پر یقیناً آپ کو گالیاں پڑیں گی ، کچھ دنوں دوستوں کے طعنے بھی سننے پڑیں گے مگر اس پر صبر اور استقامت کا جو اجر ملے گا اور جو سکون و راحت میسر آئے گی وہ یقیناً بہت زیادہ ہے ۔

آئیے ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کر کے اللہ کی رضا حاصل کریں ۔ (ایک بندۂ خدا)

ایک تأثر

"نقیب ختم نبوت" ایک مقصدی رسالہ ہے جس کا مقصد و منشاء فرد کا تزکیۂ نفس اور اجتماع کی تطہیرِ عمل ہے ۔ جو ایک خالص اسلامی معاشرے کی تشکیل اُن مثبت اقدار پر چاہتا ہے جو اسلام کا مائۂ خیر ہے ۔ نیکی کا فروغ ، بدی کا استیصال اور پوری کائناتِ انسانی کو امن ، عدل اور محبت کی بہشت بنا دینے کا جذبہ اس کے اجرا کی اساسِ محکم ہے میں نے اس کے چند شمارے پڑھے جن کے دینی اور علمی مزاج نے مجھے متأثر کیا اگر لہجے کی برہمی پر (جو کہیں کہیں محسوس ہوتی ہے) اعتدال اور تحمل مزاجی سے قابو پا لیا جائے تو بات زیادہ دل نشین اور مؤثر ہو کر ذہن و قلب کا حصہ بن سکتی ہے ۔

عاصی کرنالی

آئیے۔ اللہ کی رضا اور اجر حاصل کیجئے۔!

ہمارے دینی ادارے اور مستقبل کے منصوبے

مسلمان توجہ فرمائیں

★ — مجلسِ احرارِ اسلام دینی انقلاب کی داعی ہے۔ دینی انقلاب — دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کیے بغیر ممکن نہیں۔ ۱۹۲۹ء سے آج تک احرار نے بیسیوں تحریکوں کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ احرار کی سب سے بڑی، مضبوط اور زندہ تحریک **تحریکِ ختمِ نبوت** ہے۔

★ — پاکستان سے پہلے اور پاکستان کے بعد احرار نے سینکڑوں دینی ادارے قائم کیے جن سے اُمتِ مسلمہ میں دینی مزاج عام اور دینی قوتوں میں اضافہ ہوا۔ اکابرِ احرار نے ایک بات شدت سے محسوس کی کہ جب تک دینی ادارے بنیادی طور پر احرار کی نگرانی میں نہیں چلتے اُس وقت تک یکجہتی پیدا ہونا مشکل امر ہے۔ لہٰذا ہم نے اُمتِ مسلمہ کے تعاون سے اندرون و بیرونِ ملک دینی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں جن کی مختصر تفصیل یوں ہے :

- مدرسہ معمورہ — مسجدِ نور، تغلق روڈ ملتان
- مدرسہ معمورہ — دارِ بنی ہاشم۔ پولیس لائنز روڈ ملتان فون ۲۸۱۳ ۴۷
- مدرسہ محمودیہ معمورہ — ناگڑیاں ضلع گجرات
- ★ جامعہ ختمِ نبوت — مسجد احرار متصل ڈگری کالج ربوہ۔ فون نمبر: ۸۸۶
- ★ مدرسہ ختمِ نبوت — سرگودھا روڈ ربوہ
- ★ دارالعلوم ختمِ نبوت — چیچہ وطنی۔ فون نمبر: ۲۹۵۳ — ۲۱۱۲
- ★ مدرسہ ابوبکر صدیق — تلہ گنگ ضلع چکوال
- ★ یوکے ختمِ نبوت مشن — (ہیڈ آفس) گلاسگو برطانیہ

یہ ادارے سرگرمِ عمل ہیں۔ ان کے اخراجات اور آئندہ کے منصوبے، مسجد احرار ملتان، مدرسہ معمورہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیشِ نظر زمین کی خرید اور تعمیرِ نو۔ دفاتر کا قیام، بیرونی ممالک میں مبلغین کی تعیناتی اور اداروں کا قیام، پچاس کتابوں کی اشاعت — یہ تمام کام اُمتِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعاون سے ہوگا۔ یہ کام آپ ہی نے کرنا ہے۔

تعاون آپ کریں دُعاء ہم کرینگے اور اجر اللہ پاک دینگے — آئیے، آگے بڑھیے اور اَجر کمائیے

سید عطاء المحسن بخاری مدیر مدارس التحفیظ والمساجد

دارِ بنی ہاشم ○ پولیس لائنز روڈ ○ ملتان

ترسیلِ زر کے لئے : اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲ حبیب بینک لمیٹڈ حسین آگاہی ملتان

Monthly
Phone : 72813
NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWWAT
Regd. L. No. 8755
MULTAN
Vol. 1
No. 7

زیرِ تعمیر:

فون: ۷۲۸۱۳

جامع مسجد ختمِ نبوّت

دارِ بنی ھاشم — مہربان کالونی — ملتان

زیرِ اہتمام: تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

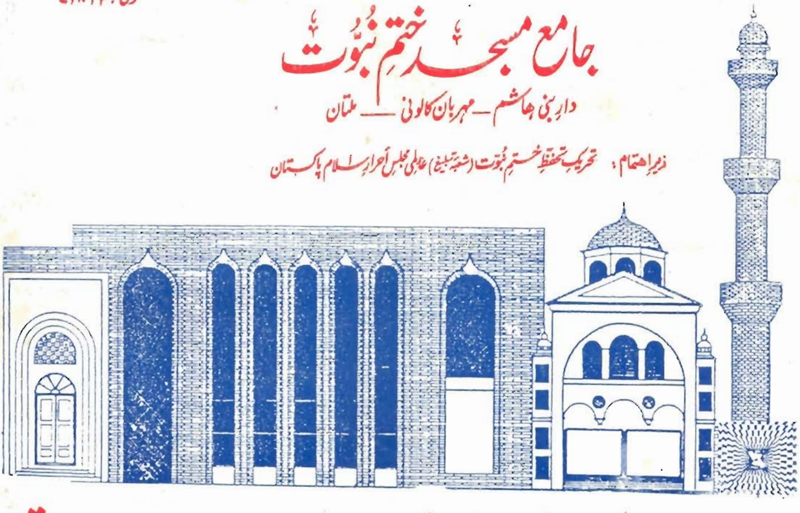

مسجد کی بنیادیں مکمل ہو چکی ہیں، تعمیر کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیں، نقد و سامانِ تعمیر

دونوں صورتوں میں تعاون فرمائیں — ترسیلِ زر کیلئے:

منتظم و متولی ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری، دارِ بنی ہاشم — ملتان

اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان